Postal Reg. No: PB/1023/2000

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 49

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان
خلافت نمبر

The Weekly BADR Qadian

شمارہ: 20/21

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

13/20 / صفر 1421 ہجری 18/25 ہجرت 1379 ہش 18/25 / مئی 2000ء

لندن۔ 13/ مئی 2000 (ایم ٹی اے انٹر نیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

حضور نے کل مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب کو دعاؤں کی اہمیت پر توجہ دلاتے ہوئے بکثرت دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں

ظلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے

سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے

ارشادِ باری تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (النور: آیت ۵۶)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔ اور جو دین اُس نے ان کیلئے پسند کیا ہے وہ ان کیلئے اسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ اسے ان کیلئے امن کی حالت میں تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔ (مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اُٹھا لے گا اور قدرتِ ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اِس نعمت کو بھی اُٹھالے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دِل گرفتہ ہوں گے۔ اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا۔ اور اس ظلم و ستم کے دَور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"بعض صاحب آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ مِنْكُمْ سے صحابہؓ ہی مراد ہیں۔ اور خلافتِ راشدہ حقہ انہی کے زمانہ تک ختم ہوگئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دَور تھا اور پھر ہمیشہ کیلئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا"۔

"ان آیات (آیتِ استخلاف وغیرہا۔ ناقل) کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اِس اُمّت کیلئے خلافتِ دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعتِ موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا"۔

"چونکہ کسی اِنسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علتِ غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسولِ کریم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں"۔

(شہادت القرآن صفحہ ۳۳ اور ۵۷، ۵۸ روحانی خزائن جلد ۶)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

حسرتوں کے دُھوئیں میں گُھٹتی ہوئی تمنّائے خلافت

یہ بات عین حقیقت ہے کہ آج کل تمام دُنیا میں مسلمانوں کی طرف سے مسلسل اور بڑی تیزی سے یہ آواز اُٹھ رہی ہے کہ خلافت سے ہی مسلمانوں کی بقا اور اُن کی روحانی حیات کی گارنٹی ہے مگر باوجود اس شدید خواہش کے کیا وجہ ہے کہ ان کی تمنائے خلافت صرف ایک سراب کی سی حقیقت رکھتی ہے اور وہ ایک عرصہ سے اپنی اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کی طاقت نہیں رکھتے چنانچہ اس تعلق میں ایک مرتبہ مشہور عالم دین مولانا عبد الماجد دریا بادی مرحوم نے اپنے اخبار "صدق جدید" لکھنؤ مارچ ۷۴ء میں "خلافت کے بغیر اندھیرا" کے عنوان سے لکھا تھا:۔

"اتنے تفرق و تشتت کے باوجود کبھی کسی کا ذہن اس طرح نہیں جاتا کہ عراق کا منہ کدھر اور شام کا رخ کس طرف ہے مصر کدھر اور حجاز کدھر یمن کی منزل کونسی ہے اور لیبیا کی کونسی ایک خلافت اسلامیہ ہوتی تو اتنی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں آج مملکت اسلامی کیوں تقسیم در تقسیم ہوتی ایک اسرائیل کے مقابل سب کی الگ الگ فوجیں کیوں لانا پڑتیں ترک اور دوسرے مسلم فرمانروا آج تک تنسیخ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں اور خلافت کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی قومیتوں کا جو افسوں شیطان نے کان میں پھونک دیا ہے وہ دماغوں سے نہیں نکالتے"۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ "افسوں" مسلمان اور مسلم حکومتیں نکالنا تو چاہتی ہیں اور ان کی شدید خواہش بھی ہے لیکن وہ اس افسوں کو نکالنے کی طاقت و سکت اپنے اندر نہیں رکھتے اس کی وجہ معلوم کرنے کیلئے جب ہم قرآن مجید کی آیت استخلاف کی طرف رجوع کرتے ہیں تو تمام حقیقت کھل کر ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور:۵۶)

یعنی اللہ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگوں سے جو ایمان اور اعمال صالحہ کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہیں کہ وہ ضرور اُن کو خلیفہ بنادے گا یعنی اُن میں نظام خلافت کو قائم فرمائے گا جیسا کہ اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا یعنی اُن میں نظام خلافت قائم ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ من جانب اللہ نظام خلافت صرف اور صرف اُن مسلمانوں میں قائم ہوگا جو کہ صرف مسلمان نہیں بلکہ سچے اور پکے مومن ہوں گے کیوں کہ اعراب کے متعلق اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا تھا کہ

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (الحجرت:۱۵)

کہ اعراب یعنی دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم مومن ہوگئے ہیں تو ان سے کہدے کہ تم حقیقتاً مومن نہیں ہاں یہ کہو کہ ہم مسلمان ہوگئے ہیں کیونکہ ابھی ایمان نے تو تمہارے دلوں میں جھانک کر بھی نہیں دیکھا۔

پس یہ وعدۂ خلافت صرف ان مسلمانوں کیلئے ہے جن کے دل ایمان کے اعلیٰ تقاضوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ اب جبکہ باوجود شدید خواہش کے تمام دنیا کے مسلمانوں کی تمنائے خلافت پوری نہیں ہو رہی تو انہیں اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کے معیار کے متعلق غور کرنا ہوگا۔

لیکن سوال تو یہ ہے کہ کیا ایمان اور اعمال صالحہ کے یہ اعلیٰ تقاضے تمام دنیا کے مسلمان یا اُن کا کوئی حصہ از خود اپنے اندر پیدا کر سکتے ہیں ہرگز نہیں! ایسا قطعاً ممکن نہیں ہے!! اس کیلئے ضروری ہے کہ پہلے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کے رنگ میں ایک وجود اُمت محمدیہ میں پیدا ہو جس کے ارد گرد اس کی خاص روحانی توجہ سے مسلمان ایمان و اعمال صالحہ کی اعلیٰ روحانی تربیت حاصل کریں تب ہی ممکن ہے ان میں پھر آیت استخلاف مین بیان کردہ وعدہ خلافت پورا ہو ورنہ ہزار زور لگالیں کتنے ہی پاپڑ بیل لیں بے عمل مسلمان علماء خواہ وہ کسی بھی مسلک کے ہوں انعام خلافت کو اپنے ہی جیسے بے عمل مسلمانوں کیلئے ہرگز حاصل نہیں کر سکتے

مسلمانوں میں دوبارہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام کیلئے ہی اللہ تعالیٰ نے سورۃ الجمعہ میں آنخضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا تذکرہ فرمایا ہے کہ آنخضرت ﷺ جس طرح اولین میں مبعوث ہوئے تھے بالکل اسی طرح آخرین میں بھی آپ کی ظلی و بروزی بعثت مقدر ہے (سورۃ الجمعہ آیت ۳۔۴) اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی بروزی بعثت کو احادیث میں "مہدی" کے نام سے منسوب کر کے بتایا گیا ہے کہ اُمت محمدیہ میں مبعوث ہونے والا مہدی آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید مماثلت رکھتا ہوگا۔

اسی شدید مماثلت کے اظہار کے لئے احادیث مبارکہ میں واضح کیا گیا ہے کہ آنے والے مہدی کا نام گویا آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہوگا اور اُس کے باپ کا نام گویا آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کا نام ہوگا اور وہ بعد وفات آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی قبر میں دفن کیا جائیگا۔ عام مسلمان علماء تو اس حدیث کا ظاہری مفہوم لیتے ہیں اور وہ کسی ایسے مہدی کی انتظار میں ہیں جس کا نام محمد ہوگا اور جس کے والد کا نام عبد اللہ ہوگا اور جس کی وفات کے بعد نعوذ باللہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کھودا جائے گا اور کھود کر اس مہدی کو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کیا جائے گا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آنے والے مہدی سے متعلق آنخضرت ﷺ کے تمام فرمان تمثیلات کے رنگ میں ہیں آپ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ مہدی کی آمد دراصل آپ کی ہی بروزی آمد ہوگی اور وہ ہر رنگ میں آپ سے شدید مماثل و مشابہ ہوگا اور یہی حال آنے والے مسیح موعود کا بھی ہے احادیث کی روشنی میں مسیح موعود اور امام مہدی ایک ہی وجود کے نام ہیں۔ مہدی اسلئے کہ وہ مسلمانوں کی اصلاح و سدھار کا کام بھی کرے گا ان کے اختلافات میں بطور حکم و عدل کے ہوگا اور مسیح اس لئے کہ تا یہ اشارہ ہو کہ آنے والا مسیح ناصری علیہ السلام کے ہم رنگ نرمی اور ملائمت سے اصلاح کا کام کرے گا اور عیسائیت کے غلبہ کے دنوں میں ان کے عقائد باطلہ کو پاش پاش کرے گا۔ اور تا یہ اشارہ بھی ہو کہ جس طرح پہلے مسیح کے مخالفین یہود تھے اس طرح آنے والے کے مخالفین بھی یہود کے ہم رنگ ہوں گے۔ اور مخالف علماء یہود کی طرز پر اپنی مخالفت کے کاروبار کو چلائیں گے۔

پس آنے والا مسیح و مہدی اور موعود کل ادیان عالم، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل اور آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کا غلام صادق ہوگا بزرگان اُمت نے بھی اس پر معرفت حقیقت کی طرف اللہ تعالیٰ سے علم پاکر یوں فرمایا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب "الخیر الکثیر" میں فرماتے ہیں حق له ان ينعكس فيه انوار سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم و يزعم العامة انه اذنزل الى الارض كان واحداً من الامة كلا بل هو شرح للاسم الجامع المحمدى ونسخة منتسخة منه (الخیر الکثیر صفحہ ۷۲ مطبوعہ بجنور)

یعنی اُمت محمدیہ میں آنے والے مسیح کا یہ حق ہے کہ اس میں سید المرسلین آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا انعکاس ہو۔ عوام کا خیال ہے کہ مسیح جب تشریف لائیں گے تو وہ صرف ایک اُمتی ہوں گے! ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح ہوگا اور اسی کا دوسرا نسخہ ہوگا۔

اسی طرح حضرت امام عبد الرزاق قاشانی کی "شرح فصوص الحکم" میں لکھا ہے۔

المهدى الذى يجيئنى فى اخر الزمان فانه يكون فى الاحكام الشرعية تابعا لمحمد صلى الله عليه وسلم وفى المعارف والعلوم والحقيقة تكون جميع الانبياء والاولياء تابعين له كلهم ... لان باطنه باطن محمد صلى الله عليه وسلم۔ (شرح فصوص الحکم مطبوعہ مصر صفحہ ۵۲)

یعنی آخری زمانہ میں آنے والا مہدی احکام شرعیہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہوگا اور معارف اور علوم اور حقیقت میں تمام انبیاء اور اولیاء اس کے (مہدی) کے تابع ہوں گے کیونکہ مہدی کا باطن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہے۔

پس ایسے بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اس کی توجہ کاملہ کے نتیجہ میں ایک روحانی جماعت کا قیام مقدر تھا جو کہ ایمان و اعمال صالحہ کے تقاضوں کو پورا کرنے والی ہوگی ایسی ہی جماعت میں پھر خلافت علی منہاج نبوت کا سلسلہ شروع ہو سکتا ہے۔ **بصورت دیگر** آج کل کے منتشر و متفرق مسلمان جو فرقوں فرقوں میں بٹ چکے ہیں اور ایک دوسرے پر کفر کی تہمتیں لگا چکے ہیں، جن کے مزاج سیاسی ہو چکے ہیں، جن کی ذہنیتیں تخریب کاری کی آماجگاہ بن چکی ہیں اور جن کے علماء دین کو کاروبار میں تبدیل کر چکے ہیں بھلا ان میں خلافت کا مبارک نظام قائم ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ابر باراں کی محتاج خشک زمین بندگان خدا کی پیاس کیونکر بجھا سکتی ہے اور بنجر زمین میں خوشنما پھول اور شیریں پھل بھلا کیسے پیدا ہو سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شاہ فیصل سے لیکر کئی مسلم فرمانرواؤں کی یہ خواہش حسرتوں کا دھواں بن کر اڑتی رہی۔

پس آج صرف اور صرف حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ ہی ایک پاکیزہ جماعت کا قیام ہوا ہے ایسی جماعت جو آیت استخلاف میں بیان فرمودہ ایمان و اعمال صالحہ کی شرائط پر پورا اترتی ہے اور یہی وہ جماعت ہے جو آج نظام خلافت کی برکتوں سے مالا مال ہے۔ ان برکتوں کا ذکر کرنے کیلئے ایک پوری کتاب کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ ایسی برکات ہیں جن سے دوست دشمن سب آشنا ہیں

باقی صفحہ 23 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ عیدالاضحی

خانہ کعبہ وہ پہلا گھر ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا

یہ ایک ہی گھر ہے جہاں تمام دنیا کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ جس طرح ابتداء میں بنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے کے لئے یہ گھر بنایا گیا تھا اسی طرح اس کی غرض یہ ہے کہ روحانی لحاظ سے بھی تمام بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا جائے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہوگا

خطبہ عیدالاضحیٰ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۷ مارچ ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۷ امان ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد۔ ٹلفورڈ (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكاً وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ. فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا. وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ .(سورۃ اٰل عمران آیات ۹۶ تا ۹۸)

ان کا ترجمہ یہ ہے: تُو کہہ اللہ نے سچ کہا۔ پس ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کرو اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔ یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ میں ہے۔ (وہ) مبارک اور باعثِ ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔ اس میں کھلے کھلے نشانات ہیں (یعنی) ابراہیم کا مقام۔ اور جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن پانے والا ہو گیا۔ اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ (اس کے) گھر کا حج کریں (یعنی) جو بھی اس (گھر) تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ اور جو انکار کردے تو یقیناً اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

ان آیات کریمہ میں جو بات خصوصیت سے قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کرو جو مشرکوں میں سے نہیں تھا۔ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْن. پس یہ اس کی کنٹرولنگ کلاز (Controling Clause) جس کو کہتے ہیں وہ ہے۔ یعنی اس کی روشنی میں باقی آیات کی جو بعد میں آنے والی ہیں تفسیر ہو گی۔ پہلی اہم بات یہ ہے کہ یہ گھر جو خدا کے رستے میں بنایا گیا ہے یہ اس ابراہیم کی سنت کے اوپر ہے جو مشرک نہیں تھا۔ پس شرک ایک ایسی بات ہے جس کے نتیجہ میں کسی کو اس گھر کے ساتھ شرک وابستہ کرنے کی اجازت نہیں ورنہ تمام بنی نوع انسان کا برابر حق ہے کہ وہ یہاں آئیں اور اللہ کا ان پر حق ہے کہ وہ اس گھر کے گرد گھومیں اور ابراہیم کے مناسک ادا کریں۔

پس فرمایا اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ اب یہاں لِلّٰہ کا ذکر ہی کوئی نہیں۔ پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا۔ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ وہ بکہ میں ہے۔ بہت برکت والا ہے اور عالمین کے لئے ہدایت ہے۔ اس ضمن میں پہلے بھی میں بارہا عرض کر چکا ہوں کہ یہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا کمال ہے کہ پہلے گھر کو وہ نام دیا گیا جس وقت قرآن کریم نازل ہوا اس وقت رائج نہیں تھا اور بہت قدیم نام ہے یعنی بکہ۔ بکہ کب کہا جاتا تھا۔ یہ بہت ہی پرانی تاریخ ہے اس کی مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں مکہ کو مکہ ہی کہا جاتا تھا بکہ نہیں کہا جاتا تھا۔

فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيْمَ اس میں جتنی بھی آیات ہیں یہ سب ابراہیم کا مقام ہیں یعنی ابراہیم کے بلند مقام کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ بہت سے لوگ نادانی سے مَقام کو مُقام پڑھ جاتے ہیں جو ایک ظاہری جگہ کا نام ہے۔ مَقام کسی ظاہری جگہ کو نہیں کہتے بلکہ مرجع کو کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے نشانات جو وہاں ہیں وہ آپ کے مرتبہ کے طور پر، مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لئے پھیلے پڑے ہیں نہ کہ کوئی ایسی معین جگہ ہے جہاں ابراہیم نے مصلّی بنایا اور وہاں اس کا مقام ہے۔ یہ مشہور ہے کہ جس پتھر پر ابراہیم دعا کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے اس پتھر کو مُقام ابراہیم کہتے ہیں اور وہاں پتھر پر ان کے کھڑے ہونے کے گہرے نشانات بھی ہیں پاؤں کے۔ تو یہ سب فرضی کہانیاں ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق بھی نہیں اور قرآن کریم کے موقف کے صریحاً خلاف ہیں۔ تو قرآن تو مَقام کہہ رہا ہے اور لوگ اس کا ترجمہ غلطی سے مُقام کر دیتے ہیں۔

اور جو کچھ اس میں داخل ہوا وہ گویا امن میں آ گیا۔ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ اللہ کے لئے لوگوں پر فرض ہے کہ بیت کا حج کریں۔ اَلْبَيْت یعنی اس گھر کا اور اَلْبَيْت میں اَلْ کے لفظ کے نتیجے میں وہ سارے مفاہیم آجاتے ہیں جو ایک کامل گھر کے متعلق کہنے چاہئیں یعنی یہ گھر جو ایک کامل گھر ہے ہر پہلو سے مکمل اور عظیم الشان ہے لوگوں پر فرض ہے کہ اس گھر کا طواف کریں جن کو بھی استطاعت ہو وہاں تک پہنچنے کی۔ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْن پس جو بھی کافر ہو، جو بھی انکار کرے تو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

میں نے مختلف آیات چنی ہیں اس مضمون پر روشنی ڈالنے کے لئے جو میں یکے بعد دیگرے پڑھتا جاؤں گا اور ساتھ ساتھ قابل توجہ امور کی طرف توجہ دلاتا جاؤں گا۔ فرمایا وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلَ اور وہ وقت بھی یاد کرو جبکہ ابراہیم بیت اللہ کے قواعد کی تعمیر کر رہا تھا اور ان کو اونچا کر رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی ان کا بیٹا اسمٰعیل بھی بطور ایک مزدور کے شامل تھا۔ دونوں یہ دعا کر رہے تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، اے ہمارے اللہ ان حقیر کوششوں کو ہماری طرف سے قبول فرما اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یقیناً تو بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ. اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنے لئے مسلمان بنادے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک مسلم امت ہو جو تیرے لئے مخصوص ہو وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا اور ہمیں ہماری قربان گاہیں دکھا، بتا کہ کن کن موقعوں پر، کیسے کیسے تیرے حضور قربانی پیش کریں۔ وَتُبْ عَلَيْنَا اور ہمارے اوپر مغفرت کے ساتھ جھک۔ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ یقیناً تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ ۔ اور اے ہمارے رب انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے۔ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور ان کو تعلیم کتاب دے اور کتاب کی حکمت بھی سمجھائے۔ وَيُزَكِّيْهِمْ اور ان کا تزکیہ کرے۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یقیناً تو بہت عزت والا اور غلبے والا ہے اور بہت حکمت والا ہے۔

ان آیات کریمہ میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی وہ دعائیں سکھائی گئی ہیں جو آپ بیت اللہ کی تعمیر کے وقت کر رہے تھے۔ ایک عظیم الشان موقع ہے۔ ایک گھر جس میں باپ اس کا آرکیٹیکٹ ہو اس نے اس کی تعمیر کے خصائص طے کئے ہوں اور نقوش ذہن میں قائم کئے ہوں اور ایک بیٹا اس کا اس کے ساتھ مزدور بنا ہوا ہو لازماً یہ وہ عمر تھی حضرت اسمٰعیلؑ کی جب آپ کے ساتھ وہ بھاگتے دوڑتے پھرتے تھے اور کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ دونوں یہ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ ہمیں اپنے لئے مسلمان بنالے تو یہ جو دعا ہے کہ خدا ابراہیم کو متقیوں کا امام بنائے اس کا بھی حل اس میں ہو گیا۔ وہ دونوں اس وقت مسلمان ہی تھے۔ یہ تو مراد نہیں تھی کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد کسی وقت ہمیں مسلمان بنا دینا بلکہ دونوں مسلمان ہی تھے کلیۃً خدا کے حضور جھکنے والے تھے۔ تو اس دعا کا صرف اتنا مطلب ہوتا ہے کہ اپنے حضور ہمیں مسلمانوں میں لکھ چھوڑ، اپنے حضور ہمیں مسلمانوں میں شمار فرمالے یعنی جہاں تک ہمارے دلوں کا تعلق ہے ہم تو تیرے مسلمان ہی ہیں تیرے فرمانبردار بندے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں کہ ہم اپنے لئے یہ دعا مانگتے ہیں بلکہ اپنی اولادوں کے لئے بھی ایک امت مسلمہ ان میں پیدا فرما۔ کثرت کے ساتھ ہماری اولادوں میں سے مسلمان پیدا ہوں۔ تُو بار بار توبہ کو قبول کرنے والا اور بہت ہی مہربان ہے۔

اس کے بعد یہ عظیم الشان دعا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ولادت اور بعثت کے متعلق ہے۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ اے ہمارے رب ہماری انہی اولادوں میں سے ہماری ذریتوں میں سے وہ عظیم الشان رسول برپا فرما جو انہی میں سے ہو۔ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وہ ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے۔ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور انہیں کتاب کی تعلیم دے اور (اس کی) حکمت بھی سکھائے اور وَيُزَكِّيْهِمْ اور اس کے نتیجہ میں اُن کا تزکیہ کرے۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یقیناً تو بہت غالب اور عزت والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

ان آیات کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق جو دعا مانگی گئی تھی وہ بہت گہری حکمت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت اور قرآن کریم کا مستقل طور پر ایک ہی نہج پر مختلف زمانوں میں آیات نازل کرنا ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ یہ آیت جو ابراہیم کی دعا کے طور پر ہے یہ تین جگہ قرآن کریم میں آئی ہے اور تینوں جگہ ترتیب یہی ہے اس ترتیب میں کوئی تبدیلی نہیں اور انسان اگر اپنی عقل سے سوچے تو اس کو یہی ترتیب دکھائی دینی چاہئے۔ پہلی یہ کہ اپنا رسول برپا فرما اور جب وہ رسول ان میں برپا ہو گا تیری طرف سے آیات کی تلاوت کرے گا۔ ان کا علم بھی لوگوں کو دے گا اور ان کی حکمت بھی سکھائے گا تو یقیناً اس کے نتیجے میں ان کا تزکیہ ہو جائے گا۔ علم و حکمت سمجھے بغیر کیسے تزکیہ ہو سکتا ہے۔ ایک عام انسان بلکہ ایک عظیم الشان عارف باللہ بھی یہی سوچتا ہے کہ تزکیہ سے پہلے علم کتاب و حکمت کی سمجھ آئے تو پھر تزکیہ ہو گا مگر حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا مقام اس سے بہت بالا تھا جو ایک عظیم عارف باللہ نے سوچا تھا یعنی اس سے بھی بہت بالا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم نے آپ کی اس دعا کو قبول کرتے ہوئے اس کی ترتیب بدل دی۔

چنانچہ سورۃ جمعہ میں یہ آیت نازل ہوتی ہے جس میں حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کی قبولیت کا ذکر ہے مگر ایک بظاہر معمولی فرق کے ساتھ یعنی ترتیب بدل کر۔ فرمایا ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ . هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ. وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ . ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے قدوس ہے کامل غلبہ والا ہے اور صاحب حکمت ہے۔ وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔

اب دیکھئے حضرت ابراہیم کی دعا کہ ان میں سے ہی یہ رسول مبعوث کر۔ اس کا جواب ہے وہی ہی جس نے امی لوگوں میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور پیشتر اس کے کہ ان کو کتاب کے علم اور حکمت کی تعلیم دے يُزَكِّيْهِمْ ان کو پاک بھی کر دیتا ہے۔ پس یہ وہ عظیم الشان مقام ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جس کی خبر حضرت ابراہیم کو بھی نہ ہو سکی۔ بہت ہی بلند مقام ہے آپ کا۔ تلاوت آیات کرنا ہی لوگوں کو پاک کرنے کے مترادف تھا۔ آپ کی ذات مُزَکّی تھی جس نے بھی آپ کو دیکھا اور سچی نظر ڈالی اس کا دل پاک ہو گیا، اس کا سینہ صاف ہو گیا۔ پس کثرت سے ایسی مثالیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی میں ملتی ہیں کہ دیکھنے والے نے بس آپ پر ایک نظر ڈالی اور آپ کو ایسا پاک و صاف اور شفاف پایا کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی دلیل کے ساتھ اپنے ایمان کو ملوث کرے بلکہ بے اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تائید فرمائی۔

اس ضمن میں ایک روایت میں بارہا پیش کر چکا ہوں اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ صدیقیت کس کو کہتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دعویٰ فرمایا۔ جب آپ واپس آئے سفر سے لوٹے تو آپ کی بوڑھی لونڈی جو آپ سے بہت محبت کرتی تھی اور بہت احترام کرتی تھی اس نے آہستہ آہستہ بڑبڑانا شروع کیا کہ ہائے بے چارہ ابو بکر، ہائے بے چارہ ابو بکر۔ انہوں نے کہا کیا ہوا ہے تمہیں مجھے کیوں بیچارہ کہہ رہی ہو اس نے کہا تمہارا سب سے اچھا دوست پاگل ہو گیا ہے۔ آپ نے کہا کون پاگل ہو گیا ہے۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کر کے، محمد پاگل ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کیا بات ہے اس میں پاگلوں والی۔ اس نے کہا وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ سنتے ہی سفر کی تھکان کے باوجود وہاں ایک لمحہ بھی ٹھہرنا گوارا نہیں کیا اور سیدھا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ خیال تھا کہ کہیں ابو بکر جو میرا اتنا عزیز دوست ہے ٹھوکر نہ کھا جائے اس لئے پیشتر اس کے کہ یہ مجھ سے کچھ پوچھے میں ذرا اس کو سمجھاؤں کہ کیا دلیل ہے میرے سچا ہونے کی اور کیوں میں رسالت کا دعویٰ کر رہا ہوں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ تمہید باندھی اور کہا کہ ابو بکر ذرا ٹھہرو، میری بات سن لو پھر فیصلہ کرنا۔ کچھ ابھی فرمایا ہی تھا کہ ابو بکر نے بے چینی سے کہا نہیں اے محمد میں تیری بات نہیں سننا چاہتا۔ مجھے یہ بتا تو نے دعویٰ کیا ہے کہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پھر فرمایا، ٹھہر جا میری بات سن لے پوری طرح میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ لیکن بار بار ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیچ میں ٹوک کر عرض کیا کہ نہیں مجھے صرف یہ بتائیں کہ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ نہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے دعویٰ کیا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ فوراً ہاتھ آگے بڑھا دیا بیعت کے لئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں تیرا ادنیٰ غلام ہوں کیوں میرے ایمان کو ملوث کر رہے تھے۔ میں نے تو آپ کا چہرہ دیکھا ہوا ہے یہ تو سچوں کا چہرہ ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ یہ سچا چہرہ کبھی جھوٹ بولے۔ پس میں تو آپ کے سامنے حاضر ہوں اور آپ کا غلام ہوں اور اسی وقت بیعت کر لی۔

پس یہ تزکیہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے فرمایا اور اس سے پہلے کسی رسول کو یہ توفیق نہ ملی کہ جس نے بھی اس پر محض نظر ڈالی ہو اس کو سچا قرار دیا ہو۔ پس قرآن کریم نے اس ترتیب کو بدل دیا ہے اور جیسا کہ حضرت ابراہیم نے دعا مانگی تھی کہ پہلے وہ علم و حکمت سمجھائے پھر ان کا تزکیہ کرے اس کی بجائے فرمایا علم و حکمت کی باتیں وہ بعد میں سمجھاتا ہے پہلے تزکیہ کرتا ہے اور اس ترتیب میں ایک عظیم الشان حکمت یہ بھی ہے کہ جس کا تزکیہ ہو وہی سمجھا کرتا ہے علم و حکمت کی باتیں۔ جس کا تزکیہ نہ ہو اس کو خاک بھی سمجھ نہیں آتی۔ پس ابو جہل بھی وہاں رہا کرتا تھا اس کا تزکیہ نہیں ہوا تھا اس لئے وہی علم و حکمت کی باتیں جو وہ لوگ سمجھ رہے تھے جن کا تزکیہ ہو چکا تھا وہ اس بدبخت کی قسمت میں نہیں تھیں۔ پس تزکیہ علم و حکمت کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ تبھی قرآن کریم میں سورۃ البقرہ ان آیات سے شروع ہوتی ہے الٓمّٓ. ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عظیم کتاب ہے جس کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ کیا تھی؟ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یہ متقیوں کو ہدایت دے گی۔ پس اگر متقی نہ بنے ہوں تو ہدایت کیسی، غیر متقی کی قسمت میں تو کوئی ہدایت نہیں ہوا کرتی۔

پس اس آیت میں یہ فرمانے کے بعد اور بھی کچھ پیشگوئیاں فرما دی گئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا بھی ذکر فرما دیا گیا۔ فرمایا اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی اسے مبعوث کیا ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبے والا اور صاحب حکمت ہے۔ یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا بھی اسی آیت کریمہ میں ذکر فرمایا کہ وہ لوگ جو ابھی ملے نہیں یعنی ابھی بہت زمانہ باقی ہے ان کے ظاہر ہونے میں "ان سے بھی اسی رسول نے اپنی برکت کے نتیجے میں ان کو پہلوں سے ملا دیا ہے۔ یعنی اپنے زمانے کے صحابہ سے بعد میں آنے والے کچھ لوگوں کو ملا دیا اور جب تک وہ صحابہ نہ بنیں وہ کیسے صحابہ سے مل سکتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا" وہ اسی آیت کریمہ کی تشریح میں فرمایا گیا ہے کہ صحابہ سے مل گیا جس نے مجھے پا لیا۔ میرے تعلق کے نتیجے میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابہ میں شامل ہو گیا۔ پھر فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اس کے بعد میں نے یہ آیت چنی ہے آج کے خطاب کے لئے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَاالْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَالْاَصْنَامَ . رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور جب ابراہیم نے کہا رَبِّ اجْعَلْ هٰذَاالْبَلَدَ اٰمِنًا اے میرے رب اس بلد کو جس کی میں نے تعمیر کی ہے جس کے پاس میں اپنے بیٹے اسماعیل کو چھوڑ کر جا رہا ہوں اس کو امن کی جگہ بنانا۔ ایک دوسری آیت میں هٰذَا بَلَدًا فرمایا گیا ہے اور اس جگہ هٰذَاالْبَلَد فرمایا گیا ہے۔ پہلی آیت میں هٰذَا جگہ کی طرف اشارہ ہے جہاں کوئی بھی بلد نہیں تھا، کوئی بھی شہر نہیں تھا۔ تو حضرت ابراہیم نے عرض کی کہ اے خدا اس چٹیل جگہ کو بَلَد میں تبدیل فرما دے۔ معلوم ہوتا ہے اس دعا کی قبولیت کے بعد جب حضرت ابراہیم وہاں دوبارہ حاضر ہوئے تو وہ ایک شہر بن چکا تھا۔ فرمایا میرے رب اس شہر کو امن کی جگہ بنا دے۔ یہ جو شہر بنا دیا ہے تو نے میری دعا کو قبول کرتے ہوئے اب اس کو امن کی جگہ بھی بنا دے۔ اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے بچا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔ اب یہ ایک ایسی شرط ہے جس کے ساتھ خانہ کعبہ میں طواف کی اجازت نہیں یعنی مشرک کو وہاں جا کر عبادت کرنے کی اجازت نہیں۔ غیر مشرکوں میں سے کسی کو روکنے کا خانہ کعبہ کے جو منتظمین ہیں ان کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ مشرک نہ ہو تو تمام بنی نوع انسان کا گھر ہے؛ تمام بنی نوع انسان کا حق ہے کہ وہ یہاں عبادت کے لئے حاضر ہوں اور جہاں تک شرک کی مناہی کا تعلق ہے اس سے صرف یہ مراد ہے کہ مشرکانہ عادات اور رسوم کو نہ اپنانے والے ہوں۔ پرانے زمانے میں مشرکوں میں یہ دستور تھا کہ وہ ننگے ہو کر خانہ کعبہ کی عبادت کرتے تھے اور اس کے گرد گھومتے تھے اور نہایت ہی بیہودہ رسمیں تھیں جن کی تفصیل میں جانا اس وقت مناسب نہیں ہے۔ پس اندر کے شرک کا تو کسی کو پتہ چل ہی نہیں سکتا۔ کون روک سکتا ہے کسی مشرک کو کہ وہ جھوٹ بول کر، موحد بن کر خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ پس ایسی بات سے خدا نے روکا ہی نہیں جو انسان کے بس میں نہیں۔ ہاں اگر مشرکانہ رسموں کو ظاہر کر رہا ہو، ان رسموں کے مطابق خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہو تو تمہیں حق ہے کہ تم اس کو روک دو اور اس خانہ کعبہ کا طواف مشرکانہ حالت میں نہ کرنے دو۔

پھر یہ دعا ہے۔ اے میرے ربّ! انہوں نے یقیناً لوگوں میں سے بہتوں کو گمراہ بنا لیا ہے یعنی جو مصنوعی خدا بنے ہوئے ہیں ان کی پیروی نے بہت سے لوگوں کو گنہگار بنا دیا ہے۔ پس جس نے میری پیروی کی تو وہ یقیناً مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تُو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم

کرنے والا ہے۔ اس دعا کا آخری حصہ بھی بہت توجہ طلب ہے۔ پس جس نے نافرمانی کی یعنی مشرکانہ حرکتیں کیں تو یہ نہیں کہا کہ ان کو ہلاک اور تباہ کردے بلکہ معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ دلوں کے حال تو جانتا ہے تو تو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ پس اگر وہ میری نافرمانی بھی کرنے والے ہوں تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان کے دلوں میں کیا ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ موت سے پہلے کس کو حقیقی ایمان نصیب ہو جائے گا۔ پس التجا یہ کی کہ تو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

اب وہ آیت کریمہ میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں جس میں قربانی کا ذکر آتا ہے۔ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے (بیٹا) عطا فرما۔ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ۔ ہم نے اسے ایک بیٹا عطا کیا۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰى۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! میں ایک خواب دیکھتا رہتا ہوں۔ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ یعنی اکثر خواب یہ دیکھی ہے کہ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰى پس غور کر اور بتا کہ تو کیا سمجھتا ہے؟ اس سے تیری کیا تعبیر ہے؟ قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ اے میرے پیارے باپ وہی کر جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے۔ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ تو یقیناً مجھے صبر کرنے والوں میں پائے گا۔

فَلَمَّا اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ پس جب دونوں نے خدا کے حضور سر جھکا دیا یعنی اسلام قبول کر لیا اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ اور اُسے پیشانی کے بَل لٹا دیا۔ یعنی حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیل کو پیشانی کے بل اوندھا لٹا دیا کیونکہ بہت زیادہ منیب تھے، بے انتہار حمدل، بہت ہی شفقت کرنے والے تھے غیروں کے لئے بھی شدید بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ وہ قومیں جن کی ہلاکت کی آپ کو خبر دی گئی ان کے لئے بھی خدا سے بحث کیا کرتے تھے کہ اللہ ان کو معاف کر دے۔ یہ بہانہ بناتے تھے، وہ بہانہ بناتے تھے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنی دعاؤں سے جذب کر لیں اور اس قوم کی معافی کا سامان کر دیں۔

، اپنے بیٹے کو یہ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گیا لیکن اس وقت جبکہ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ جب آپ کے ساتھ وہ محنت کرنے کی عمر کو پہنچا، دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا یعنی قریباً جوان ہو گیا اور اس عمر کو پہنچ گیا کہ اپنا فیصلہ خود کر سکتا تھا اور ایک ذمہ دارانہ فیصلہ کرنے کا مجاز تھا۔ یہی وہ آیت ہے جس کی روشنی میں میں نے یہ تحریک کی ہے کہ واقف زندگی جو وقف نو کہلاتے ہیں ان کو بلوغت کے بعد یہ حق ہوگا کہ وہ چاہیں تو وقف زندگی رہیں اور چاہیں تو نہ رہیں کیونکہ چھوٹے بچوں کو ان کی مرضی کے خلاف وقف کرنے کا ماں باپ کو حق نہیں پہنچتا۔ ہاں دعا کے طور پر کہ خدا ان کو وقف میں شامل کر لے ان کی تربیت کرنا اور ان کو اس صورت میں بلند کرنا جیسے ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو اٹھایا تھا یعنی اس کی تربیت کی تھی یہ ایک الگ مسئلہ ہے اور اس کے بعد پھر وہ بیٹے وقفِ نَو والے بڑے ہو کر اسماعیلی روح کے نمائندہ بن جائیں، اور اپنے آپ کو اسی طرح خدا کے حضور پیش کر دیں۔ یہ سبق اسی آیت کریمہ سے سیکھ کر میں نے یہ تحریک کی تھی کہ بڑے ہو کر بچوں کو لازماً یہ حق ہوگا کہ وہ چاہیں تو وقف رہیں، چاہیں تو نہ رہیں۔

پس ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیلؑ کو اوندھے منہ اس لئے لٹایا کہ ذبح ہوتے وقت آپ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ اپنے بیٹے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھیں۔ اس وقت نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ۔ تب ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم! کیا ہو گیا ہے قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا تُو تو یہ رؤیا سچی کر بیٹھا ہے۔ تُو جب اس وادی بے آب وگیاہ میں اپنے بچے کو چھوڑ کر گیا تھا تو تُو نے تو قربانی پیش کر دی خدا کے حضور۔ اب کیوں ذبح کرتا ہے۔ یہ کہہ کر فرمایا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ہم اسی طرح محسنوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ یقیناً یہ ایک بہت کھلی کھلی آزمائش تھی۔ شاذ ہی کسی کو ایسی آزمائش میں سے گزرنا پڑا ہوگا۔ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۔ اور ہم نے اس بیٹے کو ایک ذبح عظیم کے بدلے یا یوں کہنا چاہئے وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ کہ ہم نے ایک ذبح عظیم کے ذریعہ اس کا فدیہ دے دیا۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ اور بعد میں آنے والوں میں یہ فرض کر دیا کہ وہ ابراہیم پر سلام بھیجا کریں۔ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ، ابراہیم پر سلام بھیجیں۔ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اسی طرح ہم محسنوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

یہاں ایک خاص بات قابل ذکر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کسی ایک صحیح حدیث میں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ آپ نے ایک مینڈھے کو ذبح کیا لیکن دوسری روایات میں یہ موجود ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ذبح عظیم سے واضح مراد یہ سمجھتے تھے کہ آپ کے زمانے میں جو کثرت سے ذبح عظیم ہوگا مسلمانوں کا، ابراہیم کی نسل کا، محمد رسول اللہ ﷺ کے متبعین کا ذبح عظیم ہونا ہے۔ یہ عظیم ذبح ہے جس کے بدلے ابراہیم کو زندہ رکھا گیا کیونکہ اگر ابراہیم زندہ نہ رہتا تو آپ کی نسل ہی جاری نہیں رہ سکتی تھی اور یہ عظیم ذبح کا منظر جو دنیا کی آنکھوں نے پہلی بار دیکھا تھا یہ کبھی بھی دکھایا نہ جا سکتا تھا۔

پس یہ خاص طور پر قابل ذکر بات ہے کہ کسی جانور کا ذکر جیسا کہ ہم روایتوں میں سنتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث میں نہیں ملتا۔ ہاں روایتوں میں جو بعد کی تفصیلی روایات ہیں ان کا ذکر آتا ہے اور بعد کے آنے والے علماء کو اور کئی صاحب عرفان لوگوں کو بھی ان روایات نے متاثر کیا اور مختلف رنگ میں اس کا ذکر کیا۔ چنانچہ حضرت امام فخر الدین رازی سورۃ الصّٰفّٰت کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ سُدّی کہتے ہیں کہ ابراہیم کو آواز دی گئی۔ اب دیکھیں یہ سدی کہتے ہیں کی روایت ہے، یہ کیسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔ سدی نے کہا، کس سے کہا، کس نے آگے رسول اللہ ﷺ تک یہ بات پہنچائی، کوئی ذکر موجود نہیں۔ سُدّی کہتے ہیں کہ ابراہیم کو آواز دی گئی۔ جب انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو وہاں ایک سیاہ رنگ کا مینڈھا تھا، جس کے بالوں پر سفیدی مائل چمک تھی۔ یہ مینڈھا پہاڑ سے نیچے آیا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اسے پکڑ کر ذبح کیا اور اپنے بیٹے کو چھوڑ دیا۔ پھر آپ نے بیٹے سے معانقہ کرتے ہوئے فرمایا: میرے پیارے بیٹے! تو آج مجھے عطا ہوا ہے۔ اسے عظیم کہتے ہیں۔ اس کی عظمت شان کی وجہ سے کہا گیا ہے یعنی اس قربانی، مینڈھے کی عظمت شان کی وجہ سے کہا گیا ہے کہ یہ ذبح عظیم تھا۔

(التفسير الكبير للامام الفخر الرازى. تفسير سورة صافات زير آيت۱۰۸)

اب مینڈھے بے چارے کی کیا عظمت شان تھی۔ اس کی حیثیت ہی کیا تھی۔ مگر چونکہ اس کے نتیجے میں اسماعیل کو چھوڑ دیا گیا اس لئے مینڈھے کو بہت بڑی عظمت شان نصیب ہوئی کہ اس مینڈھے کو ابراہیم کے بیٹے کے بدلے میں قبول فرما لیا۔ یہ امام رازی کی تفسیر میں لکھا ہوا ہے لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ممکن ہے یہ بات کسی طرح درست ہو لیکن ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو ذبح کرنے کے لئے پوری طرح تیار بیٹھے تھے اور جیسا کہ آیت میں گزرا ہے اس وقت اگر کوئی مینڈھا بھی اتفاقاً وہاں پھنس گیا ہو اور آپ کی نظر اس پر پڑ گئی ہو تو ہرگز بعید نہیں کہ اس مینڈھے کو ذبح کیا گیا ہو۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایک لمحے کے لئے بھی یہ مضمون مخفی نہیں ہوا کہ ذبح عظیم سے مراد میرے غلاموں اور متبعین کا ذبح عظیم ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حج فرمایا کرتے تھے تو بہت ہی سادہ، ایسے سادہ کہ صحابہ حیران ہوتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو مکہ کی آرزوؤں اور تمناؤں کا پھل ہیں گویا کہ جس کے لئے مکہ کی وادی دعا گو رہتی تھی کہ اس رسولؐ کو ہم میں مبعوث فرما ان کا حج کے وقت کیا حال تھا۔ انس بن مالکؓ سنن ابن ماجہ میں روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہایت خستہ حال سواری پر اور ایسی چادر میں حج کیا جس کی مالیت چار درہم کے برابر یا اس سے بھی کم تھی خستہ حال سواری پر یہ بھی قابل توجہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس اچھی سے اچھی سواریاں تھیں اور عموماً آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سواری اپنے وقت کی بہترین سواری ہوا کرتی تھی مگر ایک کمزور سواری پر کیوں حج کیا۔ معلوم ہوتا ہے عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ جو قرآن شریف میں آیا ہے اس کی طرف اشارہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے چونکہ یہ خدا سے اطلاع پائی تھی کہ ہر قسم کے سفر کی وجہ سے کمزور ہوئی ہوئی سواریوں پر لوگ حج کریں گے اس لئے آپ نے اس رعایت سے وہ سواری اختیار فرمائی جو بہت دبلی پتلی اور کمزور تھی اور جس کی چار درہم قیمت تھی اس کو اپنے نیچے بھی باندھا اور اوپر بھی لیا اور یہ دعا کی کہ اے میرے ربّ اس حج میں کوئی ریاکاری اور شہرت طلبی مقصود نہیں۔ (سنن ابن ماجه كتاب المناسك) میں جس حال میں طواف کر رہا ہوں خانہ کعبہ کا، میں نمونہ ہوں اس بات کا کہ میرے اندر کوئی ریاکاری نہیں نہ کپڑوں میں، نہ لباس میں، نہ سواری میں، کسی قسم کی شہرت طلبی مقصود نہیں ہے۔

پھر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ترمذی کتاب الاضحیٰ سے لی گئی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ مَیں نے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد حضورؐ کے پاس ایک مینڈھا لایا گیا جسے آپؐ نے ذبح کیا۔ ذبح کرتے وقت آپؐ نے یہ الفاظ کہے: اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اے میرے خدا! یہ قربانی میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے جو قربانی نہیں کر سکتے (قبول فرما)۔ (ترمذی، کتاب الاضحیٰ)۔ کتنا عظیم محسن تھا آج تک ہی نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے ان سارے غرباء کی طرف سے یہ قربانی دی گئی جن کے دل میں ہو سکتا تھا ہمیشہ کے لئے یہ حسرت رہ جاتی کہ ہم غربت کی وجہ سے مالی قربانی نہیں دے سکتے، وہ قربانی دینے والا بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھا جن کی قربانی نامقبول نہیں ہو سکتی تھی۔ تو تمام غرباء پر قیامت تک کے لئے رحم کرنے والا وہ رسول آیا جس کی کوئی مثال اس سے پہلے رسالت کی دنیا میں نہیں ملتی۔

اب اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ روحانی خزائن جلد ۱۷۔ اربعین میں ہے: "یہ ابراہیم جو بھیجا گیا تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ"۔ یعنی مقام ابراہیم کی صحیح تفسیر فرمائی۔ اس کو مُقام نہیں سمجھا بلکہ مَقام سمجھا۔ اس کی طرز پر بجالاؤ یہ اس کا مقام ہے کہ جیسا اس نے کیا ویسا تم بھی کرو" اور ہر ایک امر میں اس کے نمونے پر اپنے تئیں بناؤ"۔ (اربعين نمبر۳، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحه ۴۲۰،۴۲۱)۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (الانعام :۱۶۳) ابراہیم کی طرح صادق اور وفادار ہونا چاہئے جس طرح پر وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گیا اسی طرح انسان ساری دنیا کی خواہشوں اور آرزوؤں کو جب تک قربان نہیں کر دیتا کچھ نہیں بنتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کو ایک

جذبہ پیدا ہو جاوے اس وقت اللہ تعالیٰ خود اس کا متکفل اور کارساز ہو جاتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم. جدید ایڈیشن. صفحہ ۲۲۳)

پھر فرمایا: "دیکھو حضرت ابراہیم کا ابتلا کہ بچے اور اس کی ماں کو کنعان سے بہت دور لے جانے کا حکم ملا اور وہ ایسی جگہ تھی جہاں نہ دانہ تھا نہ پانی۔ وہاں پہنچ کر حضرت ابراہیم نے خدا کے حضور عرض کی کہ اے اللہ میں اپنی ذریت کو ایسی جگہ چھوڑتا ہوں جہاں دانہ پانی نہیں ہے۔ حضرت سارہ کا ارادہ یہ تھا کہ کسی طرح سے اسماعیل مر جائے"۔ سارہ آپ کی سوتیلی بڑی والدہ تھیں اور وہ بھی بار بار ابراہیم علیہ السلام سے اصرار کیا کرتی تھیں کہ اس بچے کو میری آنکھوں کے سامنے سے دور کر دے اور کسی بے آب و گیاہ وادی میں اسے چھوڑ دے۔ اب کیسے حضرت سارہ کے ذہن میں آسکتا تھا کہ جس بے آب و گیاہ وادی میں اسے چھوڑا جائے گا وہاں بَلَدًا اٰمِنًا بننے والا ہے۔ بہت عظیم الشان جگہ پہ اس کو چھوڑا جانے والا ہے جہاں خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر ہو گی۔ پس سارہ کا ارادہ کچھ اور تھا اور بظاہر ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کی بات مانی مگر خدا کے اس اشارے پر بات مانی، سارہ کی بات نہیں کہ اس جگہ چھوڑ کے آ جہاں اس کی اصلی شان ظاہر ہو گی۔ چنانچہ اگرچہ حضرت ابراہیم کو سارہ کی یہ بات بری لگی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو سارہ کہتی ہے تجھے وہی کرنا ہو گا۔ اس لئے نہیں کہ خدا تعالیٰ کو سارہ کا پاس تھا بلکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یہی تحریر فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس حکمت کو بہتر سمجھتا تھا جس حکمت کے پیش نظر سارہ کے دل میں بار بار یہ باب پیدا ہوئی کہ اس کو گھر سے نکال دو۔ حضرت ہاجرہ جو آپ کی والدہ تھیں ان کو بھی گھر سے نکالا گیا اور اس وقت خدا تعالیٰ کا فرشتہ اس سے ہمکلام ہوا کیونکہ نبیوں کے سوا غیر انبیاء سے بھی اللہ تعالیٰ بذریعہ فرشتہ کلام کیا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت ہاجرہ سے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ ہوا۔ غرض حضرت ابراہیم نے ویسا ہی کیا اور کچھ تھوڑا سا پانی اور تھوڑی سی کھجوریں ہمراہ لے کر حضرت ہاجرہ اور بچے کو لے جا کر وہاں چھوڑ آئے جہاں اب مکہ آباد ہے"۔

اب یہ تحقیق طلب امر ہے۔ یہ تو ظاہر ہے تھوڑی سی کھجوریں لے کر تو نہیں چلے تھے وہاں سے، کہاں تھے آپ اس وقت جہاں سے آپ نے سفر اختیار کیا۔ آیا کچھ حصہ سفر کا کشتی کے ذریعہ طے کیا گیا یا خشکی کا ہی سفر تھا، یہ تحقیق طلب امور ہیں جنہیں عموماً علماء نے نظر انداز کر رکھا ہے اس لئے میں نے یہ ہدایت بھیجی ہے کہ احمدی علماء اس رستے کی تعیین کریں جس رستے پر حضرت ابراہیم چلے تھے اور راہ میں بار بار اپنے توشے کو بھرنے کا سامان بھی مہیا ہوتا رہا۔ نخلستان بھی آتے ہیں بہت سی جگہ پانی اور کھجور دونوں ملتے ہیں۔ تو یہ مراد نہیں کہ گھر سے تھوڑا سا لے کے چلے تھے اور اتنی جلدی وہاں پہنچ گئے کہ ابھی اس میں کچھ بچا ہوا تھا بلکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے پہنچنے کے بعد جو کچھ بھی پیچھے چھوڑا وہ اپنی دانست میں کافی پانی اور کافی غذا تھی جو پیچھے رہ گئی تھی لیکن آپ کی ایک عجیب اور شان بھی خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب چھوڑ کر چلے تو حضرت ہاجرہ ان کو آوازیں دیتی رہیں مگر مڑ کے نہیں دیکھا۔ مڑ کے کیوں نہیں دیکھا اس لئے کہ اَوَّاہٌ مُنِیب تھا۔ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی شفقت کا پردہ چاک ہو جائے اور اس کی بیوی اس کو روتا ہوا دیکھ لے۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مڑ کے نہیں دیکھا اور گویا کہ آواز سنی ہی نہیں، سیدھا وہاں سے روانہ ہو گئے۔ حضرت ہاجرہ اور اس کے بچے کو لے جا کر وہاں چھوڑ آئے جہاں اب مکہ آباد ہے یعنی ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا والا واقعہ ہے۔ وہ خالی چٹیل میدان تھا اور اس کے متعلق دعا یہ تھی کہ اس خالی جگہ کو بَلَدَ اٰمِنًا بنا دے۔

فرمایا: "چھوڑ آئے جہاں اب مکہ آباد ہے۔ چند دن کے بعد نہ دانہ رہا اور نہ پانی۔ حضرت اسمٰعیل شدت پیاس سے بے چین ہونے لگے تو اس وقت حضرت ہاجرہ نے نہ چاہا کہ اپنے بچے کی ایسی بے بسی کی موت اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اس لئے ہاجرہ چند مرتبہ اس پہاڑ پر ادھر ادھر دوڑیں کہ شاید کوئی قافلہ ہو"۔ پس یہ جو حاجی سعی کرتے ہیں ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی کی طرف یہ حضرت ہاجرہ کی سنت کے تابع کرتے ہیں۔ "پہاڑ پر چڑھ کر گریہ وزاری کرنے لگیں۔ یہ ایسا وقت تھا کہ ان کے پاس صرف ایک ہی بچہ تھا۔ خاوند سے الگ تھیں، دوسرا بچہ پیدا ہونے کی امید نہیں تھی۔ گویا بیوہ کی مانند آپ کا حال تھا۔ آپ کی گریہ وزاری پر فرشتے نے آواز دی ہاجرہ! ہاجرہ!۔ جب آپ نے ادھر ادھر دیکھا تو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ بچہ کے پاس جب آئی تو دیکھا کہ اس کے پاس چشمہ بہہ رہا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے مردہ سے ان کو زندہ کر دیا۔ حضرت نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اس چشمے کا پانی نہ روکتا تو وہ تمام ملک میں پھیل جاتا۔ اس قصہ کے بیان کرنے سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی ایسی جگہوں پر جہاں آب و دانہ کچھ نہ ہو اس طرح اپنی قدرت کے کرشمے دکھایا کرتا ہے۔ چنانچہ پانی کے اس پہلے کرشمہ نے حضرت اسماعیل کو زندہ کیا مگر وہ پانی جو حضرت نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سے پھیلایا گیا" وہ اور ہی بات تھی۔ "اس کی شان میں فرمایا اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا" پھر جان لو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اس کی موت کے بعد پھر زندہ کر دیا کرتا ہے۔ گویا کہ وہ روحانی پانی جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ اس بے آب و گیاہ وادی میں برساوہ صرف اس وادی کے لئے کافی نہیں تھا اس نے خشکی اور تری کو بھر دیا اور ساری دنیا کے از سر نو زندہ ہونے کے سامان کئے۔

پھر فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ جو یہ فرماتا ہے کہ اس کے امر سے زمین و آسمان قائم ہیں تو غور کرو کہ وہ جنگل جہاں اس قدر گرمی پڑتی تھی اور جہاں انسان کا نام و نشان نہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا بابرکت بنا دیا کہ کروڑہا مخلوق وہاں جاتی ہے اور ہر ملک اور ہر قوم کے لوگ وہاں موجود ہوتے ہیں۔ وہ میدان جہاں حج کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں وہی جگہ ہے جہاں نہ دانہ تھا نہ پانی"۔ (ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ ۱۷۲، ۱۷۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متعلق بھی ایک الہام کا ذکر فرماتے ہیں۔ فرمایا: "میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے جیسا کہ فرمایا: سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا اِبْرَاھِیْم یعنی اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بہت برکتیں دی تھیں اور وہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے سلامت رہا۔ پس میرا نام ابراہیم رکھ کر خدا تعالیٰ یہ اشارہ کرتا ہے کہ ایسا ہی اس ابراہیم کو برکتیں دی جائیں گی اور مخالف اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے .... اور جس طرح ابراہیم سے خدا نے خاندان شروع کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میری نسبت فرماتا ہے: سُبحانَ اللّٰہ زَادَ مَجْدَکَ یَنْقَطِعُ اٰباءُ کَ و یبدءُ مِنْکَ۔ یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ وہ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع کر دے گا اور ابتداء خاندان کا تجھ سے کرے گا۔ اور ابراہیم سے خدا کی محبت ایسی صاف تھی جو اُس نے اُس کی حفاظت کے لئے بڑے بڑے کام دکھلائے اور غم کے وقت اُس نے ابراہیم کو خود تسلّی دی۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم رکھ کر فرماتا ہے: سلامٌ علیٰ ابراھیم صافینٰہ و نجینٰہ من الغمّ تفرّدْنا بذٰلکَ۔ یعنی اس ابراہیم پر سلام"۔ اس یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اپنے وقت کے ابراہیم ثانی تھے ان پر سلام۔ "ہماری اس سے محبت صافی ہے جس میں کوئی کدورت نہیں اور ہم اس کو غم سے نجات دیں گے۔ یہ محبت ہم سے ہی مخصوص ہے کوئی دوسرا اس کا ایسا محب نہیں"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم. روحانی خزائن، چلد ۲۱. صفحہ ۱۱۴، ۱۱۵)

اب یہ جو پیشگوئی ہے یہ دیکھیں کس شان سے پوری ہوئی ہے اگر اسی پیشگوئی پہ اور اس کے پورا ہونے پر اہل علم جو اپنے تئیں اہل علم کہتے ہیں وہ غور کرتے تو ان کے لئے احمدیت کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان اس میں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعوے کے وقت اپنے خاندان میں اکیلے چھوڑ دئے گئے تھے۔ روایات کے مطابق ستر افراد تھے خاندان کے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے جن کو اکیلا کر کے ایک طرف چھوڑا ہوا تھا۔ اور سارا خاندان آپ کا مخالف تھا۔ یہ اللہ کی عجیب شان ہے کہ وہ سارا خاندان کاٹا گیا۔ ان کی کوئی نسل جاری نہ رہ سکی۔ صرف وہی جاری رہا استثنائی طور پر چند ایک جنہوں نے اپنا تعلق خاندان سے کاٹ کر مسیح موعود علیہ السلام سے کر لیا۔ تو ایک دو ایسی مثالیں ہیں اس کے سوا سارا خاندان برباد ہو گیا۔ اور بعض لوگوں کا تو یہ حال تھا کہ ان میں رجولیت کی اور بچے پیدا کرنے کی طاقت تھی مگر کسی جہالت کے دور میں، فقیری کے شوق میں خود اپنے آپ کو ختم کر لیا اور پھر دیواروں سے سر ٹکرایا کرتے تھے کہ ہائے میں نے یہ کیا کر لیا۔ اولاد کی خواہش تھی مگر خود اپنے ہاتھ سے اولاد سے محروم رہ گئے۔ تو یہ عظیم الشان نشانات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کے پورا ہونے کے تعلق میں دنیا کو دکھائے گئے ہیں یہ ایسے نشانات ہیں جو اکیلے ہی آپ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے بہت کافی تھے مگر افسوس ہے کہ دشمن نشان پر نشان دیکھتا ہے اور انکار پر انکار کرتا چلا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اب نسل کا آغاز ہوا ہے۔ اب دیکھیں دنیا بھر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل سے جو خاندان چلا ہے وہ دیکھو کتنا بڑا پھیل گیا ہے۔ تمام زمین کے کناروں تک وہ خاندان جا پہنچا ہے۔ اور اپنے آپ کو پرانے خاندان کی طرف نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے فخر محسوس کرتا ہے۔ یہ فخر اس پہلو سے تو جائز ہے کہ ایک پیشگوئی کے پورا ہونے کے نتیجہ میں ایسا ہوا ہے مگر اس وقت تک جائز ہے جب کہ وہ سچے دل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے والے ثابت ہوں۔

ایک زمانے میں مجھے شوق تھا کہ دیکھوں تو سہی وہ کون لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آبائی خاندان سے تعلق رکھنے والے تھے تو عجیب برا حال ان کا دیکھا۔ کوئی نیم سادیوانہ ہو کر پھرتا رہتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے زندگی کی رمق کے لئے غذا مانگتا تھا، خوراک مانگتا تھا۔ کوئی ٹانگے چلاتا تھا لاہور میں اور آگے اس کی پھر کوئی نسل نہیں کچھ پتہ نہیں کہ کہاں گئے وہ لوگ۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کہا تو ابراہیمی شان بھی آپ کی ذات کے اندر پوری کر کے دکھائی۔

اب اس سلسلہ میں آخر پر میں اگر وقت ہے تو ایک حضرت محی الدین ابن عربی کی روایت بیان کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت محی الدین ابن عربی نے ایک دفعہ کشفی حالت میں دیکھا کہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا ہوں۔ یعنی حضرت محی الدین ابن عربی کہتے ہیں میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ مگر وہ اجنبی قسم کے لوگ ہیں جن کو میں پہچانتا نہیں۔ پھر انہوں نے دو شعر پڑھے جن میں سے ایک تو مجھے بھول گیا مگر دوسرا یاد رہا۔ یہ رویاء میں آپ نے ان اجنبیوں سے ان کا جو شعر سنا۔ ان شعروں میں سے ایک یہ تھا

لقد طُفنا کَمَا طُفْتُمْ سِنِیْنًا ☆ بِھٰذَا الْبَیْتِ طُرًّا اَجْمَعِیْنَا

یعنی ہم بھی اس مقدس گھر کا سالہا سال اسی طرح طواف کرتے رہے ہیں جس طرح آج تم اس کا طواف کر رہے ہو۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا پھر ان میں سے ایک شخص نے مجھے اپنا نام بتایا اور وہ نام بھی ایسا تھا جو میرے لئے بالکل غیر معروف تھا۔ اس کے بعد وہ شخص مجھ سے کہنے لگا کہ میں تمہارے باپ داد‌وں میں سے ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو وفات پائے ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس نے کہا چالیس ہزار سال سے کچھ زیادہ۔ میں نے کہا زمانہ آدم پر تو اتنا عرصہ نہیں گزرا۔ اس نے کہا تم کس آدم کی بات کرتے ہو۔ کیا اس آدم کی جو تمہارے قریب ترین زمانہ میں ہوا یعنی وہ آدم جو گویا کل کا بچہ ہے۔ تم اس کی

باتیں کر رہے ہو یا کسی اور آدم کی۔ وہ کہتے ہیں اس پر معاً مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ حدیث یاد آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا کئے ہیں اور میں نے سمجھا کہ میرے یہ جدامجد بھی انہی میں سے کسی ایک آدم سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ (فتوحات مکیہ جلد۳ باب ۳۹۰ صفحہ ۵۴۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ حدیث تو ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے مگر یہ حدیث کہ ایک لاکھ آدم پیدا کئے گئے میں نے تلاش کی ہے مجھے تو نہیں ملی لیکن کشفی نظارہ ہے اور حضرت محی الدین ابن عربی بہت پائے کے بزرگ صوفی تھے۔ اس لئے آپ کے ذہن میں اگر اس وقت کشف میں یا رؤیا میں کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ کی یاد رہ گئی ہے تو کوئی بعید نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایسا فرمایا بھی ہو مگر ظاہری طور پر اس حدیث کا کوئی نشان ہمیں نہیں مل سکا۔ یہ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ خانہ کعبہ کو البیت العتیق کیوں کہا جاتا ہے۔ بہت ہی پرانا گھر ہے، اتنا کہ آدم سے بہت پہلے سے یہ گھر آباد تھا اور اس لئے میں یہ کہا کرتا ہوں کہ سویلائزیشن (Civilisation) کا پہلا نشان وہ خانہ کعبہ تھا۔ پہلا گھر جو غاروں سے نکل کر انسان کے لئے بنایا گیا۔ اسی لئے فرمایا وُضِعَ لِلنَّاسِ یہ انسان کے لئے بنایا گیا ہے جس سے انسانی تمدن نے عروج پکڑا، انسان کو تہذیب سکھائی گئی۔ یہ وہی گھر ہے بیتِ عتیق جس کو آج خانہ کعبہ کہا جاتا ہے جس گھر میں دنیا بھر سے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور اس پہلو سے یہ ایک ہی گھر ہے جہاں تمام دنیا کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ نہ کسی عیسائی گھر کو ایسی توفیق ہے جہاں عیسیٰ کے نام پر لوگ سب دنیا سے اکٹھے ہوتے ہوں، نہ کسی یہودی گھر کو یہ توفیق ہے کہ دنیا بھر کے لوگ وہاں اکٹھے ہوتے ہوں۔ نہ تیر تھ کو یہ توفیق ہے۔ دنیا میں مختلف جگہوں پر خدا کے نام پر بظاہر یا شرک کے نام پر لوگ اکٹھے ہوتے ہیں مگر ایک بھی ایسا گھر نہیں جہاں تمام دنیا سے لوگ آتے ہوں۔ اور اس پہلو سے حضرت محی الدین ابن عربی کو جو خدا نے دکھایا معلوم ہوتا ہے بہت ہی پرانا گھر ہے جس کو اس غرض سے تعمیر کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہاں پیدا ہوں۔ اور جس طرح ابتدا میں بنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے کے لئے بنایا گیا تھا اسی طرح آخر پر روحانی لحاظ سے بھی تمام بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا جائے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ ہوگا۔ پس یہ خطبہ دینے کے بعد میں بعض روایتوں کو اب چھوڑ دیتا ہوں۔ میرے نزدیک جو باتیں میں آپ کو سمجھانی چاہتا تھا، یاد کروانی چاہتا تھا وہ میں نے بیان کردی ہیں۔

اب میں سب جماعتوں کو عید مبارک کا پیغام دینا چاہتا ہوں۔ عید مبارک کی چٹھیاں مجھے موصول ہو رہی ہیں مثلاً مرکز ربوہ سے مختلف انجمنوں کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے چٹھیاں آئی ہیں۔ ہمارے خاندان کے بہت سے بچے ہیں جنہوں نے عید مبارک بھیجی ہے۔ دنیا بھر سے مختلف امراء نے بھی تاریں دی ہیں۔ غرضیکہ عید مبارک کا یہ اتنا بڑا سلسلہ ہے کہ خواہش کے باوجود بھی میں انفرادی طور پر سب کو جواب نہیں دے سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے یہ سہولت مہیا فرمادی ہے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ جب میں یہاں بولتا ہوں تو اس وقت سب لوگ میرے جواب کو سن رہے ہونگے۔ تو آپ سب کو جو اس خطاب کو سن رہے ہیں یا اس کی خبر ان کو بعد میں پہنچے عید مبارک ہو، ہم سب کی طرف سے جو یہاں حاضر ہیں ان کی طرف سے بھی اور خود میری طرف سے ذاتی طور پر اور ساری جماعت کی طرف سے جو عالمگیر ہے آپ سب کو عید مبارک ہو۔ اس کے بعد جیسا کہ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں شہدائے احمدیت اور ان کے پسماندگان کو اپنی دعا میں ضرور یاد رکھیں۔ یہ دعا جو یہاں ہوگی یہ تو مختصر ہوگی مگر جو دعائیں آپ کرتے رہتے ہیں اور روزانہ جن کو تہجد کی توفیق ہے وہ بھی دعا کرتے ہیں آپ کی دعاؤں کے سب سے زیادہ محتاج آج کل اسیران راہ مولا اور شہداء احمدیت کے پسماندگان ہیں۔ پس ان کو اپنی دعاؤں میں بہت بہت یاد رکھیں اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

اب میں سمجھتا ہوں کہ جمعہ کے متعلق جو ابھی اس کے بعد جمعہ کا خطبہ دیا جانے والا ہے وہ بھی میں آپ سے عرض کردوں کہ اس کے متعلق میں نے کچھ چھوٹا سا مواد اکٹھا کیا ہے زیادہ دیر آپ کو مصروف نہیں رکھنا چاہتا۔ تو اگر وقت ہو گیا ہے تو میں ابھی نیچے بیٹھوں گا پھر کھڑے ہو کر دعا کرواؤں گا اور کھڑے ہو کر خطبہ ثانیہ میں نے پڑھنا ہے اس کے بعد آپ دعا میں میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔ پھر کچھ توقف کے بعد ہم جمعہ پڑھنا شروع کردیں گے۔ آج جمعہ کا دن ہے اور آج بھی خاص جمعہ ہے دسویں کا جمعہ ہے تو اس پہلو سے اللہ کی عجیب شان ہے۔ وہ کیا چاہتا ہے وہی اس کی تقدیر ہی بہتر جانتی ہے مگر یہ بہت ہی بابرکت عید ہے، بہت ہی بابرکت جمعہ کا دن ہے۔ پس انشاء اللہ ہم جمعہ کے ساتھ عصر کی نمازیں بھی جمع کرلیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ بڑی کثرت سے دور دور سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ عید کی تیاری میں مہمان نوازی وغیرہ کے لئے ان کو بہت وقت درکار ہوگا اس لئے ان مسافروں کی خاطر ہم انشاء اللہ جمعہ ادا کرچکیں گے تو عصر کی نماز بھی ساتھ ہی پڑھ لیں گے۔ اس کے بعد جیسا کہ میرا رواج ہے میں چند لمحات کے لئے لجنہ کے خیمہ میں بھی جاؤں گا اور ان کو بھی السلام علیکم اور عید مبارک کہوں گا اور اس کے بعد پھر آپ سب کو آزادی ہے جیسا بھی آپ نے انتظام کر رکھا ہے اس کے مطابق قربانیاں پیش کریں یا قربانیوں کا گوشت پیش کریں جو بھی آپ کا پروگرام ہے اس کے مطابق عمل ہو۔ دعا کرلیں۔

(دعا کے بعد نماز جمعہ کے لئے اذان دی گئی اور بعدازاں حضور ایدہ اللہ نے مختصر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو اسی صفحہ پر درج ہے)

خطبہ جمعہ

عام طور پر جب سورج عین سر پر ہو تو نماز پڑھنے کی مناہی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز نصف النہار کے وقت پڑھنے کی اجازت دی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۷ مارچ ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۷ امان ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد۔ ٹلفورڈ، (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد: فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

چونکہ آج جمعہ کے بعد عصر کی نماز بھی جمع ہوگی اور جمعہ سے پہلے دو سنتیں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مطابق ضرور ادا کرنی چاہئیں تو عصر کے بعد عام طور پر یہ سنتیں نہیں پڑھی جاتیں۔ اس لئے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ لوگوں کو میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں کھڑے ہو کے۔ مجھے بھی سنتیں ادا کرنی ہیں اس لئے انتظار کرلیں جب جمعہ کے خطبے کے بعد میں سنتیں ادا کروں گا نماز سے پہلے، اس وقت آپ سب لوگ بھی اپنی اپنی سنتیں ادا کرسکتے ہیں۔ اس کے بعد پھر انشاء اللہ نماز جمعہ ہوگی۔

اب نصف النہار کا وقت تو گزر بھی چکا ہے اور اس پہلو سے کوئی ایسا مسئلہ نہیں کہ سورج عین سر پر ہو تو نماز پڑھنے کی جو مناہی ہے ہم اس مناہی کا اس پہلو سے خیال کریں کہ بچ سکیں کہ جب نماز پڑھ رہے ہوں تو سورج سر پر نہ ہو۔ لیکن عجیب اتفاق ہے کہ اس پہلو سے جب میں نے بعض احادیث کا مطالعہ کیا تو جمعہ کے دن ایسی کوئی مناہی نہیں ہے اور جمعہ پڑھنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے واضح رخصت فرمائی ہے کہ جمعہ کی نماز کے وقت جب سورج سر پر آچکا ہو تو اس کا کوئی حرج نہیں۔ باقی اوقات میں خیال رکھا کرو مگر اس وقت اس کا کوئی نقصان نہیں ہے۔

چنانچہ ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ میں یہ حدیث ہے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جمعہ کے دن کے علاوہ نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ یوم الجمعة قبل الزوال)

"جمعہ کے دن کے علاوہ" یہ خاص توجہ کے قابل ہے کہ نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے لیکن جمعہ کے دن نہیں۔ جمعہ کے دن نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے کی اجازت دیا کرتے تھے۔

اسی طرح ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ سے یہ دوسری حدیث بھی لی گئی ہے کہ حضرت إیاس بن سلمہ بن الاکوعؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھ کر چلے جاتے تھے اور دیواروں کا کوئی سایہ نہیں ہوتا تھا، یعنی جمعہ پہلے پڑھنا بھی جائز ہے یعنی ابھی دیواروں کا سایہ نہ شروع ہوا ہو یعنی نصف النہار سے پہلے کا وقت ہے تو دونوں صورتوں میں جمعہ کے دن یہ پابندیاں نہیں ہیں۔ لیکن آج تو حسن اتفاق کہہ لیں کہ ویسے ہی اب پابندیاں باقی نہیں رہیں تو آج یہ دو حدیثیں صرف میں نے آپ کے سامنے رکھنی تھیں۔ یہ بیان کرنے کے بعد اب میں خطبہ ثانیہ کے لئے بیٹھ جاتا ہوں۔

برکات خلافت

محترم مولانا عنایت اللہ صاحب نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ٥

(سورۃ النور آیت ۵۶)

قابل احترام صدر جلسہ معزز خواتین و حضرات۔ میری تقریر کا عنوان ”برکات خلافت“ ہے۔ اس عنوان کے تحت خلافت کی اہمیت و ضرورت کے بیان کے ساتھ دور خلافت رابعہ کی برکات و فیوض کا تفصیل کیساتھ بیان کرنے کا حکم ہے۔

معزز سامعین! سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے آیت استخلاف جسکی میں نے تلاوت کی ہے کا جو تفسیر کبیر میں تفسیری ترجمہ اور اسکی تفسیر میں خلافت کی اہمیت اسکی ضرورت اور خلافت کی برکات و فیوض سے متعلق جو کچھ فرمایا ہے اسی کی روشنی میں کچھ عرض کروں گا۔ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ تفسیر کبیر جلد دہم میں سورۃ الکافرون کی تفسیر کے دوران آیت استخلاف کا ذکر فرماتے ہوئے اسکا ترجمہ اور تفسیر یوں فرماتے ہیں:

کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں اور نیک اعمال بجالانے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور ملک میں بادشاہ بنادے گا وہ ایسی شان اور عظمت رکھنے والے بادشاہ ہوں گے جیسے پہلی منعم علیہ قوموں میں ہوئے ہیں۔ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اسلام کے اعلیٰ اور افضل احکام جاری کرے گا۔ اور اس وقت جو مسلمان کی خوف کی حالت ہے یا آئیندہ جو بھی خوف کی حالت پیدا ہوگی اس کو امن میں بدل دیگا۔ یہ بادشاہ میری عبادت کو دنیا میں قائم کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ پس ان انعامات کے بعد جو میری نعمتوں کی ناشکری کریگا۔ اور صحیح طریق حکومت کو چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کریگا وہ فاسق ہوگا۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ خلیفہ کے از روئے لغت معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆- مَنْ يَّخْلُفُ غَيْرَهٗ وَيَقُوْمُ مَقَامَهٗ یعنی جو کسی کے قائمقام ہو کر وہی کام کرے جو اصل وجود کام کر رہا ہوتا ہے۔

☆- وَالسُّلْطَانُ الْاَعْظَمُ. یعنی سب سے بڑا بادشاہ۔

☆- وَفِي الشَّرْعِ اَلْاِمَامُ الَّذِيْ لَيْسَ فَوْقَهٗ اِمَامٌ کہ شرعی اصطلاح میں خلیفہ اس امام کو کہتے ہیں جس کے اوپر کوئی امام نہ ہو (اقرب)۔

☆- پھر اَلْخِلَافَةُ کے معنی کرتے ہوئے اقرب الموارد میں لکھا ہے۔

☆- اَلْاِمَارَةُ. یعنی خلافت کے ایک معنی حکومت کے ہیں۔

☆- اَلنِّيَابَةُ عَنِ الْغَيْرِ اِمَّا لِغَيْبَةِ الْمَنُوْبِ عَنْهُ اَوْ لِمَوْتِهٖ کہ خلافت کے معنی ہیں کسی کا نائب اور قائمقام ہو کر وہی کام کرنا جو اصل وجود کام کر رہا تھا۔

اور یہ نیابت یا تو اس لئے ہو کہ اصل وہاں موجود نہیں۔ یا اصل وفات پا گیا ہے۔ اب اس کے کام کو جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ (اقرب)

پس لغت کے ان معنوں کے لحاظ سے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کے مندرجہ ذیل معنی ہوں گے کہ:

☆- اے مسلمانو اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور ملک میں بہت بڑے خلفاء اور بادشاہ بنادے گا۔

☆- یہ بادشاہت محمد رسول اللہ ﷺ کی نیابت میں ہوگی۔ یعنی جو کام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرانجام دے رہے ہیں۔ وہی کام انکو سرانجام دینا ہوگا۔ الغرض مومنوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں حکومت عطا کریگا اور وہ حکومت بھی الٰہی منشاء کے مطابق ہوگی۔ پھر مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ٥ کے الفاظ میں یہ بھی بتا دیا کہ خلافت در حقیقت خدا تعالیٰ کی نمائندگی میں ہوتی ہے۔ اور خدا کی صفات ظاہر کرنے والی ہوتی ہے۔ جو اسکا انکار کرتا ہے وہ در حقیقت خدا تعالیٰ سے عہد مودت توڑتا ہے۔

احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے بعد خلافت ہوگی یعنی ایسے وجود ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو جاری رکھنے والے ہوں گے۔ لیکن ان کے بعد یہ حالت بدل جائے گی۔ اور دوسری قوموں کی نقل میں مسلمان بھی استبدادی حکومت کے شائق ہو جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ دوبارہ صحیح خلافت کو قائم کرے گا۔ جو خدا تعالیٰ کے منشاء کو پورا کرنے والی ہوگی۔ چنانچہ رسول کریم صلعم فرماتے ہیں۔ مسند احمد اور مشکوۃ شریف میں یہ حدیث آئی ہے۔ اسکا ترجمہ پیش ہے:

فرمایا کہ کچھ عرصہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے نبوت کا زمانہ رہے گا۔ پھر خلافت نبوت کے طریق پر قائم ہوگی۔ اور اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کا منشاء ہوگا۔ پھر وہ ختم ہو جائے گی اور بادشاہت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور یہ کچھ عرصہ تک جب تک اللہ چاہے گا کھلا رہے گا۔ پھر اسکے بعد جابر حکومتیں شروع ہو جائیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو ختم کر دیگا۔ اور اس کے بعد دوبارہ نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی۔

چنانچہ یہ وعدے پورے ہوئے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مسلمانوں کو حکومت مل گئی۔ اور آپ کے بعد کچھ عرصہ تک یہ حکومت قائم رہی۔ لیکن بعد ازاں یہ حکومت عام دنیاوی حکومتوں کی طرح بن گئی۔

اب اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا ہے۔ اور پیشگوئی کے مطابق آپ کے ذریعہ ایسی حکومتوں کی بنیاد پڑے گی جو بجائے دنیا کی طالب ہونے کے روحانی اور اخلاقی اقدار کو قائم کرنے کی کوشش کریں گی۔ اور ظلم و استبداد کا خاتمہ ہو جائیگا۔

(تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ :447-440 تفسیر سورۃ الکافرون)

اسلام کی ترقی اور غلبہ حق کہ ادیان باطلہ پر اسلام کا کامل غلبہ خلافت علیٰ منہاج نبوت سے ہی وابستہ ہے۔

خلافت کی اس لحاظ سے اہمیت و ضرورت اور اسکی برکت کو بیان کرتے ہوئے سورہ بقرہ کی آیت وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ط کی تفسیر کے دوران آیت استخلاف کے ہی ذکر میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

اس آیت میں مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا کہ انکو پہلی امتوں کی طرح کی خلافت حاصل ہوگی اور پہلی امتوں کی خلافت جیسا کہ قرآن کریم سے اوپر ثابت کیا جاچکا ہے تین قسم کی تھی۔

ا۔ ایسے انبیاء اُن میں پیدا ہوئے جو ان کی شریعت کی خدمت کرنے والے تھے۔

۲۔ ایسے وجود اُن میں کھڑے کئے گئے جو نبی تو نہ تھے لیکن خُدا تعالیٰ کی خاص حکمت نے اُن کو اِن اُمتوں کی خدمت کے لئے چن لیا تھا۔ اور وہ اُمت کو صحیح راستہ پر رکھنے کے کام پر خُدا تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت لگائے گئے تھے۔

۳۔ اُن اُمتوں کو خُدا تعالیٰ نے پہلی قوموں کا قائمقام بنایا اور پہلوں سے شوکت چھین کر انکو دی۔ یہ تین قسم کی خلافتیں ہیں جنکا مسلمانوں سے وعدہ تھا۔ اور تینوں کے حصول سے ہی اسلام کی شوکت پوری طرح ظاہر ہو سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی زندگی میں ہی مسلمانوں کو اس وعدہ کے مطابق پہلی قوموں کی جگہ پر متمکن کر دیا۔ اور اُن کے دشمنوں کو ہلاک اور برباد کر دیا۔ اور اگر مسلمان ایمان اور عمل صالح پر قائم رہتے تو ہمیشہ کیلئے انکی شوکت قائم رہتی لیکن افسوس کہ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد وہ دین کی طرف سے ہٹ کر دنیا میں مشغول ہو گئے۔ اور انہوں نے غلطی سے سمجھا کہ دوسری اقوام کی طرح وہ دنیا میں مشغول ہو کر بھی ترقی کر سکتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم صاف فرما چکا تھا کہ مسلمانوں کی ترقی دوسری اقوام کی طرح نہ ہوگی بلکہ وہ جب ترقی کریں گے ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ سے ترقی کریں گے صدیوں کے تجربہ نے اس صداقت کو ثابت کر دیا ہے۔ کاش وہ اب بھی اپنی ترقی کے گر کو سمجھ کر ایمان اور عمل صالح کی طرف توجہ کریں۔

دوسری قسم کی خلافت انہیں رسول کریم ﷺ کے بعد ملی جبکہ اول حضرت ابو بکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ اور پھر حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علیؓ یکے بعد دیگرے نعمت خلافت سے متمتع ہوئے۔ اور اُن کی اس نعمت سے تمام مسلمانوں نے حصہ پایا۔ اگر بعد کے مسلمان اس نعمت کی قدر کرتے تو وہ صحابہ کی ترقی کی راہ پر گامزن رہتے۔ اور آج اسلام کہیں کا کہیں پہنچا ہوا ہوتا۔ لیکن افسوس انہوں نے اس نعمت کی بھی قدر نہ کی اور بادشاہت کیطرف متوجہ ہو گئے۔ اور اُس شان کو کھو بیٹھے جو خلافت کے ذریعہ انکو حاصل ہوئی تھی۔ تیسری قسم کی خلافت جو تابع انبیاء کے ذریعہ سے حاصل ہوئی تھی اسکی طرف سے مسلمان ایسے غافل ہوئے کہ آخری زمانہ میں اس قسم کی نبوت کا سرے سے ہی انکار کر دیا۔ اور باب نبوت کو خواہ غیر شرعی کیوں نہ ہو بند کر کے اس عظیم الشان فضل سے منکر ہو گئے جو اس زمانہ میں صرف اسلام سے ہی مخصوص تھا۔ اور جو رسول کریم صلعم کے زندہ نبی ہونے کا ایک زبردست ثبوت تھا۔ کیونکہ تابع کی نبوت متبوع کی نبوت اور شان کو بڑھاتی اور روشن کرتی ہے نہ کہ کم کرتی ہے۔

جماعت احمدیہ کا ایمان ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے ذریعہ سے اس پر فتن زمانہ کی اصلاح اور اسلام کو دوبارہ اس کے مقام پر کھڑا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے پھر اس تابع نبوت کا جو رسول کریم صلعم کی شان کے مناسب حال امتی نبوت ہے دروازہ کھولا ہے۔ اور آپ کے ذریعہ سے اُس نے پھر آپکے ماننے والوں میں خلافت کو بھی زندہ کر دیا ہے۔ جس سے پھر ایک دفعہ ساری دُنیا میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو ایک ہاتھ پر جمع ہو کر خدمت اسلام کر رہا ہے اور اسلام اور مسلمانوں کو انکا حق دلانے کیلئے رات دن جدوجہد کر رہا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب پھر دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ:307-306 تفسیر سورۃ البقرہ)

حکومت الٰہیہ کا قیام اور آئین اسلام کا اجراء جو اسلام اور مسلمانوں کے بنیادی اور اہم ترین مسائل ہیں انہیں بھی خلافت علیٰ منہاج نبوت سے ہی وابستہ کر دیا گیا ہے۔

اس لحاظ سے خلافت کی اہمیت و ضرورت اسکی برکات و فیوض روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر و باہر ہو جاتے ہیں۔ جنہیں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے سورۃ الماعون کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں: حکومت الٰہیہ تو محض خدا تعالیٰ کی قائم کردہ ہوتی ہے۔ بندے کی قائم کردہ نہیں ہوتی۔ آخر کونسا انسان ہے جو اس قسم کی حکومت کو نافذ کر سکتا ہے۔ سوائے اُس کے جو یہ کہے کہ میں خدا تعالیٰ کیطرف سے آیا ہوں۔ اور اس لئے آیا ہوں کہ دنیا میں حکومت الٰہیہ کو قائم کروں۔ پھر حکومت الٰہیہ کسی ایک ملک پر نہیں ہو سکتی۔ حکومت الٰہیہ جب بھی آئے گی ملکی حد بندی سے آزاد ہو کر آئے گی۔

ایسی حکومت کوئی انسان بنا ہی کس طرح سکتا ہے۔ جس چیز کا میں مخالف ہوں وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ ہم آئین اسلام جاری کریں گے۔ کیونکہ آئین اسلام خلافت کے بغیر نافذ نہیں ہو سکتا۔ آئین اسلام چند اصول کا نام ہے۔ جو خلافت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن مسلمان اسوقت خلافت کے قائل نہیں۔ یہ خلافت جب بھی قائم ہوگی روحانی ہوگی۔ جیسے میں اپنے آپکو خلیفہ کہتا ہوں۔ یہ ظاہر ہے کہ میری خلافت سے مراد دنیاوی خلافت مراد نہیں۔ پھر میں یہ نہیں کہتا کہ میں آپ ہی خلیفہ بن گیا ہوں۔ بلکہ میں ساتھ ہی یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ اب یہ واضح بات ہے کہ اگر میں اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہوں تو خدا خود مجھے سزا دیگا۔ اور اگر سچا ہوں تو لوگوں کی مخالفت میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ بہر حال نظام خلافت کے بغیر حکومت الٰہیہ دنیا میں ہر گز قائم نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر یہ حکومت قائم ہو تو پھر اس سے بہتر حکومت دنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ :166 تفسیر سورۃ الماعون)

انسانی ہمت و استقلال اور استقامت جو کہ اپنی ذات میں بہت بڑا نشان ہیں اسی طرح انسان کو ملائکۃ اللہ کی تائید و نصرت اور انکا فیض حاصل ہونا جو کہ تائید و نصرت الٰہی کی نشاندہی کرتے ہیں یہ جملہ امور بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت علیٰ منہاج نبوت کے ساتھ ہی وابستہ کر دیئے گئے ہیں۔

خلافت کی اس اہمیت و ضرورت اور برکت و فیض کو بیان فرماتے ہوئے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۸-۲۴۹ جن میں طالوت کے بادشاہ بنائے جانے اور اسکی تائید و نصرت کا ذکر ہے اسکی تفسیر میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

چنانچہ لوگ کہا کرتے ہیں اَلْمَرْءُ بِاَصْغَرَيْهِ بِقَلْبِهٖ وَلِسَانِهٖ. یعنی انسان کی تمام طاقت اسکی دو چھوٹی سی چیزوں پر موقوف ہے۔ ایک دل پر اور ایک اسکی زبان پر۔ اور یہی سچے خلفاء کی علامت ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ جب خلیفہ نہ تھے تو حضرت ابو بکرؓ سے کہنے لگے کہ لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے تو جانے دیں۔ اسوقت اُن سے جنگ کرنا مسلمانوں کیلئے کمزوری کا باعث ہوگا۔ مگر جب اپنی خلافت کا زمانہ آیا تو کتنے بڑے بڑے کام کئے۔ دراصل ہمت و استقلال اور استقامت ایک بہت بڑا نشان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سچے خلفاء کو عطا کیا جاتا ہے۔۔۔۔

ضمنی طور پر اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ سے فیوض حاصل کرنے کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاء سے مخلصانہ تعلق قائم رکھا جائے۔ اور ان کی اطاعت کی جائے۔ چنانچہ اس جگہ طالوت کے انتخاب میں خدائی ہاتھ کا ثبوت یہی پیش کیا گیا ہے کہ تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نئے دل ملیں گے جن میں سکینت کا نزول ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کے ملائکہ ان دلوں کو اُٹھائے ہوئے ہوں گے۔ گویا طالوت کیساتھ تعلق پیدا کرنے کے نتیجہ میں تم سے ایک تغیر عظیم واقع ہو جائیگا۔ تمہاری ہمتیں بلند ہو جائیں گی۔ تمہارے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو جائیگا۔ ملائکہ تمہاری تائید کیلئے کھڑے ہو جائینگے۔ اور تمہارے دلوں میں استقامت اور قربانی کی روح پھونکتے رہیں گے۔ پس سچے خلفاء سے تعلق رکھنا ملائکہ سے تعلق پیدا کر دیتا ہے۔ اور انسان کو انوار الٰہیہ کا مہبط بنا دیتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ :557-561 تفسیر سورۃ البقرہ آیت 248-249)

معزز خواتین و حضرات! انبیاء علیہم السلام کی بعثت تخم ریزی کیلئے ہوتی ہے وہ تخم ریزی کر کے چلے جاتے ہیں۔ اُن کے بعد اُن کے لائے ہوئے سلسلہ کو آگے بڑھانا اور نور نبوت کو ممتد کرنا۔ متبعین کو انعامات الٰہیہ کا وارث بنانا۔ ان جملہ امور کو بھی اللہ تعالیٰ نے خلافت سے وابستہ فرما دیا ہے۔ اور خلافت کے قیام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔

خلافت حقہ اسلامیہ کی اس عظیم المرتبت برکت اور فیض کو بیان فرماتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ سورۃ النمل کی آیت نمبر ۶۵ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ... وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس جگہ پیدائش اولیٰ سے مراد قوموں کو تمکنت اور یُعیدہ سے مرد اغالب قوموں کے زوال کے بعد اُن میں دوبارہ زندگی اور بیداری کی روح پیدا کرنا ہے۔ گویا بتایا کہ جب بھی کسی قوم نے ترقی کی ہے تو صرف الٰہی مدد اور تائید سے کی ہے۔ اور جب بھی کوئی قوم اپنے انحطاط کے بعد دوبارہ زندہ ہوئی ہے تو اسکا احیاء ثانیہ بھی الٰہی تدبیروں کے ماتحت ہی ہوا ہے۔ خود بخود نہیں ہوا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انسان دنیا میں پیدا بھی ہوتے ہیں اور مرتے ہیں۔ کوئی انسان دنیا میں ایسا نہیں ہوا جو ہمیشہ زندہ رہا ہو۔ لیکن اگر قومیں چاہیں تو وہ ہمیشہ زندہ رہ سکتی ہیں۔ یہی اُمید دلانے کے لئے حضرت مسیح ناصریؑ نے فرمایا کہ:

"میں باپ سے درخواست کرونگا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ (یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶، ۱۷)

یعنی یوں تو ہر انسان کیلئے موت مقدر ہے جس کے نتیجہ میں میں تم سے ایک دن جدا ہو جاؤں گا۔ لیکن اگر تم چاہو اور اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل مانگتے رہو تو تم ابد تک زندہ رہ سکتے ہو۔ پس انسان اگر چاہے بھی تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن قومیں اگر چاہیں تو زندہ رہ سکتی ہیں۔ اور اگر وہ زندہ نہ رہنا چاہیں تو مر جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اسی زندگی کی اُمید دلاتے ہوئے الوصیت میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اسکا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ ہمیشہ کے یہی معنے ہیں کہ جب تک تم چاہو گے قدرت ثانیہ تم میں موجود رہے گی اور قدرت ثانیہ کی وجہ سے تمہیں دائمی حیات عطا کی جائیگی۔

اس جگہ قدرت ثانیہ سے ایک تو وہ تائیدات الٰہیہ مراد ہیں جو مومنوں کے شامل حال ہوا کرتی ہیں۔ اور دوسرے وہ سلسلہ خلافت مراد ہے جو نور نبوت کو ممتد کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ خود قائم فرماتا ہے۔ اگر قوم چاہے اور وہ اپنے آپکو مستحق بنائے تو تائیدات الٰہیہ بھی ہمیشہ اس کے شامل حال رہ سکتی ہیں۔ اور اگر قوم چاہے اور وہ اپنے آپ کو مستحق بنائے تو انعام خلافت سے بھی وہ دائمی طور پر متمتع ہو سکتی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ:۴۲۵-۴۲۶)

خلافت کی اس اہم ترین اور دائمی برکت اور فیض کے ہی تعلق میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

بعض احباب آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ منکم سے صحابہ ہی مراد ہیں اور خلافت راشدہ حقہ انہی کے زمانہ تک ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دور تھا۔ اور پھر ہمیشہ کیلئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا ان آیات کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس امت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا ہے۔ چونکہ انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لھذا خُدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تاقیامت قائم رکھے۔ سو اس غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم صلعم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں۔

(شہادۃ القرآن صفحہ:۵۷، ۵۸، روحانی خزائن جلد ۶)

اب میں خلافت رابعہ کے اس تابناک دور کی چند ایک برکات اور فیوض کا ذکر کرتا ہوں۔ سب سے نمایاں اور قابل ذکر امر یہ ہے کہ:

قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بابرکت دور خلافت شروع ہوئے ابھی دو سال کا عرصہ بھی نہ گزرا تھا کہ اس الٰہی نظام خلافت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی ایک عالمی سازش پر پاکستان کے ایک بدنام زمانہ آمر اور ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے دور میں عملدر آمد کیا گیا۔ لیکن محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی خاص تائید و نصرت سے جو خلیفہ وقت کو حاصل ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے اس فتح نصیب امام ہمام نے اس ناپاک سازش کو بے نقاب کر کے ناکام و نامراد کر دیا۔ اگرچہ الٰہی تقدیر کے مطابق آپکو ہجرت کرنا پڑی لیکن۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ولولہ انگیز اور فقید المثال شخصیت اور کامیاب و بامراد عالمی قیادت کے ذریعہ جماعت کو معاندین کی طرف سے پیدا کردہ ابتلاؤں سے نکال کر اسے اُن راہوں پر ڈال دیا جن پر چل کر آج جماعت احمدیہ کل دنیا میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ جماعت کی اس بے نظیر ترقی اور اپنی ناکامی کا غیروں نے بھی اعتراف کیا۔ چنانچہ پاکستان کے ایک فاضل و ادیب جناب قاضی محمد

زاہد الحسینی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"قادیانیت کے سربراہ کو ہم نے بعافیت نکال کر آج دنیا کے عظیم مرکز میں پہنچادیا ہے۔ وہ وہاں بیٹھ کر دنیا بھر کے قادیانیوں کو کنٹرول کر رہا ہے۔

مگر ہمارا کیا حال ہے ہم کنتم خیر امۃ کی تلاوت تو کرتے ہیں مگر ہمارا کوئی مرکز نہیں۔ جس کے ساتھ دو آدمی ہیں وہ بھی عالمی مرکز کا صدر کہلا رہا ہے۔ کیا یہ صورتحال خطرناک نہیں؟ پہلے وحدت مرکز پیدا کی جائے اس کے بعد انفرادی کاموں کی بجائے ایک عالمی امیر ہو۔ جس امت کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف دو ہوں تب بھی ایک امام اور ایک مقتدی بن جائے اس ایک ارب افراد کا کوئی امیر نہیں۔

(رسالہ الحق اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۹۴ صفحہ: ۴۴ بحوالہ اخبار بدر ۱۳-۲۰ مئی ۱۹۹۹ء، خلافت نمبر)

کتنی خوش قسمت ہے جماعت احمدیہ عالمگیر اور کتنے خوش قسمت ہیں دنیا بھر کے احمدی اور کتنے خوش قسمت ہیں ہم سب کہ ہمارا ایک مرکز ہے اور ہمارا ایک واجب الاطاعت امام ہے جسکا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے امامت کا وہ مقام عطا فرمایا ہے جو الٰہی برکات و فیوض کا سرچشمہ ہے۔ اور ہم سب اُن برکات وفیوض کا دن رات نہ صرف مشاہدہ کرتے ہیں بلکہ اُن سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

خلافت رابعہ کی برکات وفیوض میں سے ایک نمایاں اور کل برکات وفیوض کا سرچشمہ اُن مساجد کی تعمیر کا ہے۔ جو دنیا بھر میں آپکی قیادت اور راہنمائی میں تعمیر کی جارہی ہیں۔ جنکی تعداد ہزارہا تک جا پہنچی ہے۔ سال ۱۹۹۹ء میں ہی ان مساجد کی تعداد میں ۱۵۲۴ کا اضافہ ہوا ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مساجد جنت کا ظل ہیں ان مساجد کی تعمیر امن تسکین قلوب، روحانیت اور تقویٰ کے قیام کے لئے اور تعاون اور اتحاد باہمی کیلئے کی گئی ہے۔ یہ وہ مساجد ہیں جو احمدیوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کا موثر ترین ذریعہ ہیں۔

کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ مساجد تو دوسرے فرقوں کے مسلمان بھی تعمیر کرتے ہیں بلکہ ظاہر میں اُن کی تعمیر کردہ مساجد زیادہ خوبصورت کشادہ اور عالیشان ہوتی ہیں تو پھر جماعت احمدیہ ہی کے تحت تعمیر ہونے والی مساجد کیونکر باعث خیر و برکت کہلائیں گی۔

یہ حقیقت ہے کہ دیگر فرقے بھی مساجد تعمیر کرتے ہیں بلکہ جماعت احمدیہ کے دیکھا دیکھی اور زیادہ مساجد تعمیر کرنی شروع کر دی ہیں۔ اور بظاہر ان کی مساجد خوبصورت کشادہ اور عالیشان بھی ہوتی ہیں لیکن وہ مساجد رسول کریم صلعم کی حدیث کے مطابق مَسَاجِدُ هُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰى کے زمرہ میں ہیں۔ وہ باوجود خوبصورت کشادہ اور عالیشان ہونے کے ہدایت سے خالی ہیں۔ اُن کے ٹھیکیدار وہ علماء ہیں جنکے بارے میں مذکورہ حدیث میں ہی آپ صلعم نے فرمایا عُلَمَاءُ هُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ مِنْهُمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ۔ کہ ان کے علماء آسمان کے نیچے سب سے زیادہ شریر ہیں اُن سے فتنے نکلتے ہیں اور اُن میں ہی عود کرتے ہیں۔

آج خلافت رابعہ کی برکت اور فیض سے اُن مساجد کو بھی اُن کے اماموں اور نمازیوں کے ساتھ خلافت کے بابرکت اور الٰہی نظام کی تحویل میں لیکر انہیں جنت کا ظل بنایا جارہا ہے۔

خلافت رابعہ کی برکت سے یہ مساجد ہدایت کا گہوارہ بن کر مومنین کیلئے امن تسکین قلوب۔ روحانیت اور تقویٰ تعاون اور اتحاد باہمی کا موجب بنتی جارہی ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

خلافت رابعہ کی برکات و فیوض جن سے کل دنیا فیض یاب ہو رہی ہے۔ اُنکا شمار اب مشکل ہو گیا ہے۔ ایم. ٹی. اے. انٹرنیشنل کے ذریعہ قرآن مجید کی اس پیشگوئی کو جسے آخری زمانہ۔ قرب قیامت یا امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے وقت کی نشاندہی کے طور پر بیان فرمایا گیا تھا کہ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کہ تمام انسانوں کو اکٹھا کیا جائے گا پورا فرمادیا ہے۔ وہ اس طرح کہ ایم. ٹی. اے. کے قیام کے ساتھ ہی ساری دنیا نے عالمی بیعت کا ایسا روح پرور نظارہ دیکھا۔ جسے آج تک چشم فلک نے نہ دیکھا تھا۔ چنانچہ روزنامہ "نیشن" لنڈن اپنی ۳؍اگست ۱۹۹۸ء کی اشاعت میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ انگلستان سے خطاب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"۱۹۹۳ میں پہلی عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی تھی عالمی بیعت میں دنیا بھر کی مختلف قوموں کے افراد اپنے اپنے ملک میں بذریعہ سیٹلائٹ امام جماعت احمدیہ کے ہاتھ پر بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ انہوں نے بتایا (یعنی امام جماعت احمدیہ نے۔ ناقل) "آج تک عالمی بیعت کے ذریعہ بیعتوں کی تعداد ایک کروڑ بنتی ہے۔"

اسی تعلق میں ماہنامہ "دفاع" کراچی اگست ۱۹۹۷ء کے صفحہ ۴۰ پر ایک صاحب بصیرت مسلمان کا یہ بیان شائع ہوا تھا کہ:

"قادیانیوں کی روز افزوں ترقی۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا قادیانی مذہب میں داخل ہونا۔ اور دُنیا کا قادیانیت کی طرف بڑھتا ہوا سیلاب بظاہر اس بات کی علامت معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی طرف ہے۔..... جس رفتار سے قادیانیت کا یہ سیلاب بڑھ رہا ہے اس کو دیکھکر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آئندہ چند برسوں میں یہ ساری دنیا کو بھی بہالے جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سامعین یہ سب کچھ خلافت رابعہ کی برکات و فیوض کے طفیل ہے۔

چند ماہ قبل الجامعۃ الاسلامیہ خیر آباد کے ناظم اور عربیہ نازیہ خیر آباد شاخ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے انچارج حافظ قاری ظفیر عالم صاحب بھارتی کو اللہ تعالیٰ نے بعد تحقیق و مطالعہ خلافت رابعہ کی بیعت کا شرف عطا فرمایا۔ اس پر مولوی علی میاں ندوی جنہیں ان کی علمیت کی وجہ سے سعودی عرب نے ایوارڈ سے بھی نوازا ہے۔ کے ادارہ۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ کی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اراکین نے اشتہار کی شکل میں مسلمانوں سے اپیل شائع کی جس میں لکھا کہ:

"اس شر و فتن کے دور میں جبکہ اسلام دُشمن بھی زوروں پر ہیں اول یہی دُعا ہے کہ خدائے برتر ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے آمین۔ مخلصی! کیا آپکو معلوم ہے اب شر پسند گروہ بانی اسلام حضور سید الکونین محمد رسول اللہ ﷺ کے نبوت پر حملہ کرنے سے قاصر رہے۔ تو اب نبی مان کر ختم نبوت پر عقیدہ باطل کے تحت حملہ کر رہے ہیں۔

اکثر علماء قراء اور مولوی صاحبان اس باطل عقیدے کی نذر ہو رہے ہیں حال ہی میں الحافظ القاری ظفیر عالم بھارتی جو عربیہ نیازیہ خیر آباد شاخ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے انچارج تھے اور الجامعہ الاسلامیہ دار العلوم خیر آباد کے ناظم تھے نے عقیدہ باطل یعنی مرزائیت (قادیانیت) اختیار کر لی ہے۔ تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ قاری ظفیر عالم بھارتی کے اقتداء میں نماز وغیرہ نہ پڑھیں۔

(جملہ اراکین مجلس تحفظ ختم نبوت ندوۃ العلماء لکھنؤ)

خلافت رابعہ کی برکت سے تمام نفوس کو ایک پلیٹ فارم پر لاکر۔ ان کے اندر باہمی پیار و محبت۔ اتفاق واتحاد اور اسلامی اخوت پیدا کر کے انہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں اکٹھا کیا جارہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بالآخر وہ وقت بھی ضرور آئیگا۔ کہ دنیا اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا نظارہ بھی دیکھے گی۔

خلافت رابعہ کی عظیم ترین برکات و فیوض میں سے ایم. ٹی. اے. کے ذریعہ عالمی درس القرآن کلاس۔ قرآن مجید کے ۵۳ زبانوں میں تراجم کی مکمل اشاعت۔ اور سو سے زیادہ زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت اور اسے اہل زبان تک پہنچانا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی روحانی خزائن سیٹ کی شکل میں عالمگیر پیمانے پر اشاعت۔

اس کے ساتھ ساتھ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا اس عرصہ میں جماعت کی دیگر عظیم ترین مصروفیات کے باوجود ایسا بصیرت افروز اور معرکۃ الآراء لٹریچر منظر عام پر آیا ہے نئی زمین اور نئے آسمان کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔

چند اہم کتب کے نام اس طرح ہیں: (۱) خلیج کا بحران اور نظام نو (۲) ذوق عبادت اور آداب دعا (۳) زھق الباطل (۴) ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل۔

Islams Response to Contemporary Issues, Christianity a Journey Form facts to Fiction, Absolute Justice, Revelation Rationality Knowledge and Truth 1998.

خلافت رابعہ کے اس دور میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ تیار کردہ اسلامی لٹریچر کے تعلق میں کہ وہ کس طرح تمام دنیا تک پہنچ چکا ہے۔ اور قرآن مجید کی پیشگوئی کہ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کہ قرب قیامت میں جو امام مہدی کا زمانہ ہے جب خلافت علی منہاج نبوت کو اللہ تعالیٰ قائم فرمائے گا اسوقت بکثرت تصنیف کا کام ہوگا۔ کس شان کیساتھ پوری ہوئی ہے۔

اور یہ کہ دنیا جماعت احمدیہ کے ذریعہ تیار کردہ اسلامی لٹریچر سے استفادہ کر رہی ہے۔ اور اسے اسلامی لٹریچر تسلیم کرتی ہے۔

اس تعلق میں سماعت فرمایئے مولوی مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری ناظم اعلیٰ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت واستاذ دار العلوم دیوبند کا بیان آپ نے تحفظ ختم نبوت کانفرنس محمدی لکھیم پور میں ایک خصوصی خطاب کے دوران جسکا عنوان تھا۔ "قادیانیت کا تعاقب کیسے کریں" اس خطاب میں مولوی صاحب احمدیت کو فتنہ قرار دیتے ہوئے اس کے پھیلنے کی وجوہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج انکا مذہبی لٹریچر مختلف زبانوں میں چھپ کر تقسیم ہو رہا ہے۔ ایک مرتبہ دوران سفر مجھے ٹورنٹو ہوائی اڈہ پر نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا جس ہال میں میں نے نماز ادا کی وہاں تمام مذاہب کا لٹریچر رکھا ہوا تھا۔ لیکن دین اسلام کی کوئی کتاب وہاں موجود نہیں تھی میں نے وہاں کے ایک ذمہ دار سے ملاقات کی اور اس سے کہا کہ یہاں تمام مذاہب کی کتابیں رکھی ہوئی ہیں مگر دین اسلام کی کوئی کتاب نہیں ہے تو اس نے قادیانیوں کی کتابوں کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا کہ یہ دیکھئے آپ کے مذہب کا لٹریچر بھی یہاں موجود ہے... یہ دیکھکر میں دنگ رہ گیا۔ وہ ذمہ دار مذہباً عیسائی تھا۔ اسکو تو میں کوئی جواب نہ دے سکا۔ لیکن آپ سوچئے کہ قادیانی خود کو مسلمان باور کرانے کے لئے کس قدر کوشاں ہیں۔ اس لئے اسکی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ناواقف مسلمانوں کو قادیانیوں کی حقیقت واصلیت سے باخبر کیا جائے۔"

میں مفتی صاحب کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ مسلمانوں کو احمدیت کی حقیقت سے کیا آگاہ

کریں گے۔ آج دیکھیں خلافت رابعہ کی ہی برکت سے ۱۵ ہزار نو مبائعین کل ہندوستان سے قادیان میں پہنچکر جماعت احمدیہ کے اس عالمگیر سالانہ جلسہ میں شریک ہوئے ہیں۔ تا وہ جماعت احمدیہ کی حقیقت اور علماء سوء کے جھوٹ سے آگاہ ہوں۔

خواتین و حضرات! عالمی درس القرآن کے تعلق میں قدرے تفصیل بیان کرنی ضروری ہے۔ اس تعلق میں آج سے قریباً ساٹھ سال قبل سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد اقصیٰ قادیان میں خطبہ جمعہ کے دوران ۷/ جنوری ۱۹۳۸ء کو جبکہ پہلی دفعہ لاؤڈ سپیکر کا استعمال ہوا تھا فرمایا۔

"اب وہ دن دور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ بیٹھا ہوا ساری دنیا میں درس و تدریس پر قادر ہوگا۔ ابھی ہمارے حالات ہمیں اسباب کی اجازت نہیں دیتے ابھی ہمارے پاس کافی سرمایا نہیں اور ابھی عملی دقتیں بھی ہمارے راستے میں حائل ہیں لیکن اگر یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے اسکو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ہی یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں گی۔ تو بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن اور حدیث کا درس دیا جارہا ہو... تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائرلیس سیٹ لئے ہوئے وہ درس سُن رہے ہوں۔ یہ نظارہ کیا ہی شاندار نظارہ ہوگا۔ اور کتنے ہی عالیشان انقلاب کی یہ تمہید ہوگی کہ جس کا تصور کرکے بھی آج ہمارے دل مسرت و انبساط سے لبریز ہو جاتے ہیں۔"

(روزنامہ الفضل قادیان ۱۳/ جنوری ۱۹۳۸ء اخبار بدر ۱۹/ اگست ۹۹ء صفحہ ۸)

خواتین و حضرات! اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی اس پیشگوئی کے لفظ لفظ کو پورا فرمادیا ہے۔

۱۲/ فروری ۱۹۹۴ء کا دن ہمیشہ یادگار رہے گا کیونکہ اس روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے عالمی درس القرآن کلاس کا آغاز فرمایا جو ایم۔ ٹی۔ اے نے پانچ زبانوں انگریزی، بوسنین، فرنچ اور روسی میں نشر کیا۔

(الفضل ۲۲/ فروری ۹۴ء)

جسکا سلسلہ پوری آب و تاب سے جاری ہے اور دنیا بھر میں انوار قرآنی کی اشاعت کا اپنی نوعیت کا منفرد اور عدیم النظیر ذریعہ ہے۔ جسے انٹرنیشنل کالج سے تعبیر کیا جائے تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔ یہ واحد وہ آسمانی انسٹی ٹیوشن ہے جس سے دنیا کے تمام ممالک کے لاکھوں افراد بیک وقت فیضیاب ہو رہے ہیں۔

خلافت رابعہ کا درس القرآن کا یہ سلسلہ جو پانچ سال سے ماہ رمضان المبارک میں دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سیدنا حضور انور نے ہفتہ میں دو دن ترجمۃ القرآن کلاسوں کا اہتمام فرمایا اور چند سالوں کے مختصر وقت میں پورے قرآن کریم کا ترجمہ مختصر تفسیر کے ساتھ ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے ذریعہ عالمگیر جماعت احمدیہ کو سکھا دیا یہ کارنامہ کہ پورے قرآن کریم کا بامحاورہ ترجمہ مختصر لیکن مدلل تفسیر کے ساتھ ٹیلی ویزن کے ذریعہ پوری دُنیا کو سکھایا گیا ہو نہ صرف تاریخ اسلام میں بلکہ کل مذاہب کی دُنیا میں بھی ایک بے نظیر واقعہ ہے۔ جو سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی علیہ السلام کے اس دعویٰ کی حقانیت پر شاہد ناطق ہے کہ:

"میں ہر ایک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے۔ موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس عالمی درس القرآن کلاس کے تعلق میں فرماتے ہیں:

"مواصلاتی سیارہ کے ذریعہ جو عالمی سلسلہ درس قرآن حکیم کا جاری ہوا اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت اور تقدیر سے ہی ایسا ہوا۔ اور اسی نے محض اپنے فضل سے توفیق بخشی کہ ان غیر معمولی اہمیت کی تاریخ ساز گھڑیوں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی کروں۔ درسوں کے آغاز پر میں خالی الذہن اور تہی دامن تھا لیکن دعا کے نتیجہ میں جو میرا کل سرمایہ تھی مطمئن اور بے خوف تھا اور یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ہاتھ تھامے ہوئے راستہ دکھائے گا۔ اور ہر کٹھن مقام پر مشکل کشائی فرمائے گا پس ایسا ہی ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے فکر و نظر اور قلب کے اندھیرے گوشوں کو منور فرمادیا۔ اور راہ چلتے چلتے دو چار ہاتھ آگے جہاں کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اور تعجب تھا کہ وہاں پہنچتے پہنچتے بات جو چل نکلی ہے کیسے کوئی روشن نتیجہ ظاہر کرے گی کہ اچانک جیسے کسی طاقتور بجلی کے قمقمے سے وہ مقام دن کی طرح روشن ہو جائے۔ میں نے اندھیروں کو روشنی میں بدلتے ہوئے دیکھا۔

کئی دفعہ ایسا ہوا کہ خود ایک اشکال کی طرف سامعین کو توجہ دلائی اور اسے حل کرنے کی بات شروع کردی جبکہ اسکا کوئی حل میرے ذہن میں نہ تھا چند لفظوں کے فاصلہ پر ابہام کے سوا کچھ اور نظر نہ آتا تھا اور تعجب تھا کہ اب کیا کہوں گا کہ اچانک ذہن اور قلب پر ایک شعلہ نور اترتا ہوا دکھائی دینے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی غیبی تائید کے ایسے نظارے دیکھے کہ سارا وجود سراپا حمد بن گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔"

(مکتوب بنام محترم مولانا ابوالمنیر نور الحق صاحب مرحوم اخبار بدر ۲۰/ ۱۳ مئی ۱۹۹۹ء)

معزز خواتین و حضرات! خلافت رابعہ کی کن کن برکات و فیوض کو شمار کیا جائے اور کن کن کو چھوڑ جائے۔ فیصلہ کرنا مشکل ہے۔

جلسہ سالانہ انگلستان و جرمنی۔ الفضل انٹرنیشنل کا اجراء، ریویو انگریزی کی دس ہزار اشاعت۔ تحریک وقف نو۔ ہومیوپیتھی کی ترویج اور خدمت خلق کا بین الاقوامی نظام۔ مالی تحریکات۔ ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر صرف دروس القرآن کے ہی پروگرام نشر نہیں ہوتے بلکہ حضور پرنور کے خُدا نما اور مقدس وجود نے خُدا عزوجل کے اس خارق عادت سامان کی بدولت علم و عرفان کے چشمے جاری کردئے ہیں۔

خطبات جمعہ وعیدین، خطابات، پروگرام لقاء مع العرب، اردو کلاس، چلڈرن کارنرز، فرانسیسی بولنے والوں سے ملاقات، انگریزی بولنے والوں سے ملاقات، ہومیوپیتھی کلاس وغیرہ یہ سب پروگرام مسیح موعود علیہ السلام کا چشمہ رواں ہے۔ اور خلافت رابعہ کی ان جملہ برکات و فیوض سے تمام جہاں براہ راست فیض یاب ہو رہا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ غیروں کی زبانوں اور قلموں سے خلافت رابعہ کی ان برکات اور فیوض کا اعلان کروا رہا ہے۔ چنانچہ روزنامہ جنگ ۲۵/ اگست ۹۲ء کی اشاعت نے جب یہ خبر شائع کی کہ "امام جماعت احمدیہ کا خطبہ جمعہ مواصلاتی سیارے کے ذریعہ دنیا کے چار براعظموں میں ٹی۔ وی۔ پر دیکھا اور سنا گیا۔ اس خبر کو پڑھکر۔ جناب قاضی محمد اسلم صاحب فیروزپوری نے ہفت روزہ "اہلحدیث" لاہور کی اشاعت ۱۱/ ستمبر ۹۲ء کے صفحہ ۱۱، ۱۲ پر "دینی جماعتوں کے لئے لمحہ فکریہ" کے زیر عنوان تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

"قادیانی باطل ہونے کے باوجود بہت آگے بڑھ رہے ہیں۔ شور و غل اور ہنگامہ آرائی کے بغیر نہایت خاموشی سے وہ اپنے مقاصد کے حصول میں شب و روز مصروف ہیں۔ قادیانیوں کا بجٹ کروڑوں روپیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ان کے مبلغین دور دراز ملکوں کی خاک چھان رہے ہیں بیوی بچوں اور گھر بار سے دور قوت لایموت پر قانع ہو کر افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں۔ یوروپ کے ٹھنڈے سبزہ زاروں میں آسٹریلیا، کینیڈا اور امریکہ میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں... مگر دینی جماعتیں اور ان کے سربراہ تکفیر کی بمباری میں مصروف ہیں روزنامہ جنگ نے اپنے صفحہ آخر پر یہ خبر لگائی ہے کہ مرزا طاہر احمد کا خطاب سیارے کے ذریعہ چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ آسٹریلیا، افریقہ، یورپ، ایشیاء۔ ہمارا عالمی روحانی اجتماع عرفات کے میدان میں حج کے موقعہ پر ہوتا ہے توحج کی کیفیات اور حرکات و سکنات سیارے کے ذریعے بعض ایشیائی اور افریقی ملکوں تک بمشکل پہنچائی جاتی ہیں۔ کسی ملک کے سربراہ کی تقریر یا خطاب کو سیارے کے ذریع دنیا بھر میں کبھی ٹیلی کاسٹ نہیں کیا گیا۔"

خواتین و حضرات! خلافت رابعہ کی برکات و فیوض کے تعلق میں سماعت فرمایئے رسالہ "زندگی" لاہور ۲ تا ۸ ستمبر ۱۹۹۴ء کی اشاعت کے صفحہ ۳۲ پر کیا لکھتا ہے۔

"آٹھ ماہ سے جماعت احمدیہ کا اپنا ٹیلی ویژن سٹیشن کام کر رہا ہے گزشتہ ماہ لنڈن میں اس جماعت کا جو ۲۹واں سالانہ جلسہ ہوا اسکی کاروائی پوری دنیا میں... براہ راست یا بعض حصوں کی ریکارڈنگ سیٹلائٹ کے ذریعہ دکھائی گئی۔ پانچوں براعظموں کے ۱۴۰ ممالک میں یہ کاروائی دکھائی گئی۔ امیر جماعت کی تقاریر کا سات زبانوں میں ترجمہ کر کے نشر کی گئیں جبکہ جلسہ گاہ سے حاضرین کے لئے اُن تقاریر کا پندرہ زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔ جماعت احمدیہ کے ایک ترجمان نے دعویٰ کیا کہ صرف ایک سال کے دوران عالمی بیعت میں شرکت کرنے والے احمدیوں کی تعداد چار لاکھ اٹھارہ ہزار دو سو ہے۔ ان کا تعلق ۹۳ ممالک اور ۱۵۵ اقوام سے ہے۔ جولائی ۹۳ء سے جولائی ۹۴ء تک دنیا بھر میں جماعت کی ۱۵۵۱ نئی شاخیں قائم کی گئیں اس دوران ۶۶۸ مساجد بنائی گئیں۔ گیارہ مزید زبانوں میں تراجم پر نظر ثانی مکمل کئے جانے کے بعد یہ تعداد ۶۳ ہو جائے گی۔ دنیا بھر میں قادیانیوں کے تعلیمی اداروں کی تعداد ۳۴۹ اور ہسپتالوں کی تعداد چالیس تک پہنچ چکی ہے۔"

خواتین و حضرات! آخر میں سماعت فرمایئے پاکستانی اخبار روزنامہ "خبریں" ۸/ ستمبر ۹۹ء کی ایک "تحقیقاتی رپورٹ" میں خلافت رابعہ کی برکات کے تعلق میں کیا لکھتا ہے۔ لکھتا ہے:

"ساہیوال (اے۔ این۔ این) دنیا کے ایک سو پچاس ممالک میں قادیانیوں نے منظم طور پر اور مربوط نیٹورک قائم کرلیا ہے۔ اور تمام غیر اسلامی ممالک میں مرزا طاہر احمد کو وی۔ آئی۔ پی۔ پروٹوکول دیا جارہا ہے۔ بعض ممالک میں تو صدر مملکت کے برابر پروٹوکول دیا جارہا ہے... مرزا طاہر احمد اور ہزاروں قادیانی خدام یورپ اور افریقہ میں مسلمان بستیوں کالجوں میں جاکر حکومت کی اجازت سے مسلمان بچوں کو لیکچر دیتے ہیں اور قادیانیت کو بطور حقیقی مذہب اسلام متعارف کراتے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ، جرمنی، اور سنگاپور میں مرزا طاہر احمد کی رہائش گاہوں میں جدید سیٹلائیٹ نظام موجود ہے جہاں سے پاکستان سمیت دنیا بھر کے پچاس ممالک میں مرزا طاہر احمد براہ راست خطاب کرتا ہے۔ جبکہ بعد میں لاکھوں کی تعداد میں آڈیو ویڈیو کیسٹس بھی دیگر ممالک میں پہنچادی جاتی ہیں۔ پاکستان کے علاوہ دنیا کے ایک سو سے زائد ممالک میں مرزا طاہر احمد کے شیڈول کے مطابق ہزاروں دوروں کا بندوبست کیا جاتا ہے۔

معزز احباب و خواتین! خلافت احمدیہ کے اس

باقی صفحہ (21) پر ملاحظہ فرمائیں

خلافت رابعہ کی برکات

مظفر احمد ظفر مدرس مدرسۃ المعلمین قادیان

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلاً مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (بقرہ آیت ۱۳۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت یہ دُعا کی تھی اور اس دُعا کے مصداق حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو برکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے والی تھیں آپ کے طفیل آپ کے خلفاء کرام کو نصیب ہوتی چلی گئیں اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل کامل ہیں اس مذکورہ دُعا کی تمام برکات آپ کے ذریعہ حاصل ہوتی رہی اس آیت میں چار قسم کی عظیم الشان برکات کا ذکر ہے جو امت محمدیہ کو نصیب ہوتی چلی جارہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ کو زمانۂ برکات کہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو زمانہ تائیدات کہا ہے چنانچہ حضور خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں:

”زمانہ مسیح علیہ السلام میں جس کا دوسرا نام مہدی بھی ہے تمام قوموں پر اسلام کی برکتیں ثابت کی جائینگی اور دکھلایا جائے گا کہ اسلام ہی بابرکت مذہب ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایسا برکات کا زمانہ ہوگا کہ دنیا میں صلح کاری کی برکت پھیلے گی اور آسمان اپنے نشانوں کے ساتھ برکتیں دکھلائے گا اور زمین میں طرح طرح کے آراموں سے اس قدر برکتیں پھیل جائیں گی جو اس سے پہلے کبھی نہیں پھیلی ہونگی“۔(خطبہ الہامیہ)غرض کہ یہ زمانہ برکتوں کا زمانہ ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تائیدات کا زمانہ تھا۔

خلافت رابعہ کی برکات کا شمار بحر بے کراں ہے اور یہاں تنگی داماں کم علمی و بے بضاعتی۔

سب سے عظیم الشان برکت جو اس خلافت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہوئی وہ حفاظت خلافت ہے پاکستان میں حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ پر قتل کا مقدمہ چلا کر خلافت کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ ایک بہت خطرناک سازش تھی جسے اللہ تعالیٰ نے حضور کی بحفاظت پاکستان سے ہجرت کے ذریعہ ناکام بنادیا اور پھر جس اسلم قریشی کے قتل کا الزام حضور پر لگایا جارہا تھا وہ نمودار ہو گیا اور مخالفین کے تمام تر منصوبے خاک میں مل گئے۔ خدا تعالیٰ نے سورہ نور میں مسلمانوں سے آیت استخلاف میں جو وعدہ فرمایا ہے خلافت رابعہ میں غیر معمولی طور پر اس کی جلوہ نمائی ہوئی ہے۔ چنانچہ آیت مذکورہ میں تین باتوں کا ذکر ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ خلافت رابعہ میں جماعت کو غیر معمولی استحکام حاصل ہورہے ہیں کیونکہ تعداد کے لحاظ جماعت لاکھوں سے نکل کر کروڑوں میں داخل ہوگئی اور دنیا کے اکثر ممالک میں باقاعدہ جماعت کے مشنز قائم ہوئے۔

خدا تعالیٰ دوسری بات یہ فرماتا ہے وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۱۹۸۴ء میں جماعت پر غیر معمولی طور پر خوف کے حالات طاری کرنے کی کوشش کی گئی بدنام زمانہ آرڈیننس جاری ہوا جس کے نتیجہ میں جماعت پر مختلف پابندیاں عائد کی گئیں مخالف دینی معاملات میں وافر پیش بندیاں کرنے کے بعد مطمئن ہوگیا اور سمجھ لیا کہ اب اپنے مقصد میں بامراد ہوگیا لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی تجلی کے ذریعہ خلافت رابعہ کے عہد سعید میں اس غیر معمولی خوف کو یکسر امن میں تبدیل کر دیا پاکستان میں اب بھی احمدیوں کے اَذان دینے پر پابندی ہے لیکن احمدی بے خوف خطر اپنی عبادات بجا لارہے ہیں اور صرف خدا تعالیٰ ہی ان معصوموں کی حفاظت کررہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو ان الفاظ میں خوشخبری دی تھی ”۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ء کے درمیان خدا تعالیٰ دنیا کو ایک ایسی روحانی تجلی دکھائے گا جس سے غلبہ اسلام کے آثار بالکل نمایاں اور واضح ہو جائینگے“۔ (الفضل ربوہ ۸/ اگست ۱۹۷۳ء)

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی عرصہ میں دعوۃ الی اللہ کی عظیم الشان تحریک کا آغاز فرمایا اور ہر احمدی گویا مبلغ و مجاہد بن گیا جس کے نتیجہ میں سالانہ بیعتوں کی رفتار سینکڑوں سے بڑھ کر ہزاروں میں ہزاروں سے لاکھوں میں اور لاکھوں سے اب کروڑوں میں داخل ہو چکی ہے اور انشاء اللہ بہت جلد اربوں میں داخل ہونگے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے پہلے خطبہ جمعہ میں یہ بشارت دی تھی۔

”آئندہ انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے کوئی بدخواہ اب خلافت کا بال بیکا نہیں کرسکتا اور جماعت اس شان سے ترقی کرے گی خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔

(خطبہ جمعہ ۱۸/ جون ۱۹۸۲ء)

آج ہم اپنی آنکھوں سے اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ کلمہ طیبہ کی حفاظت خلافت رابعہ کا عظیم کارنامہ ہے جس وقت کہ پاکستان میں احمدیوں پر مختلف پابندیاں عائد کی گئیں ایک پابندی کلمہ طیبہ نہ پڑھنے کی تھی چنانچہ احمدی مساجد سے کلمہ مٹایا گیا۔ سینوں پر سے بیج اُتار کر پھینک دیئے گئے اور احمدیوں کو مجبور کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے سے باز رہیں ایسے نازک وقت میں حضور نے فرمایا ”کلمہ مٹانے والے تو تم ہو کلمہ کو سینے سے لگانے والے تو ہم ہیں ہمیں کونسا کلمہ پڑھوانا چاہتے ہو تمہارا کلمہ تو ہم نہیں پڑھینگے تمہارے ملاؤں کا کلمہ تو ہم نہیں پڑھینگے ہماری زبانیں گدی سے کھنچوالو اگر کھنچوانے کی طاقت ہے ہماری گردنیں کاٹ دو اگر کاٹنے کی طاقت ہے ہمارے اموال کو تلف کر دو اگر تلف کرنے کی طاقت ہے مگر خدا کی قسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھینگے اور تمہارا کلمہ نہیں پڑھینگے“۔(خطبہ جمعہ ۱۴/ دسمبر ۱۹۸۴ء)

احمدیوں کو قید کیا گیا لیکن ایک احمدی نے بھی اپنے پیارے امام کی آواز سے سر مو انحراف نہیں کیا اور کلمہ طیبہ کی حفاظت کیلئے اپنا سب کچھ پیش کردیا۔ روحانی برکات کا ذکر چل رہا ہے جو مختلف طرح سے حاصل ہورہی ہیں ایک عظیم الشان روحانی غذا ایم ٹی اے کے ذریعہ نصیب ہورہی ہے۔ آج جبکہ فحاشی کا دور دورہ ہے ہر طرف ٹی وی چینلوں کے ذریعہ مخرب الاخلاق پروگرام چل رہے ہیں اس روحانی مائدہ کے ذریعہ دنیا کے کونہ کونہ میں امن و آشتی کے پیغام کے علاوہ اخلاق کو سنوارنے والے پروگراموں کے ذریعہ دنیا کی اصلاح کی کوشش کی جارہی ہے۔ ایم ٹی اے کی برکت سے عالمگیر جماعت احمدیہ ایک کنبہ کی مانند ہوگئی ہے خوشگوار یا تکلیف دہ واقعہ پر تمام جماعت آن واحد میں مطلع ہو جاتی ہے اور سجدہ شکر یا دُعا میں لگ جاتی ہے۔

اس کے علاوہ حضور کے تازہ بتازہ ارشادات ملتے رہتے ہیں اور خطبہ جمعہ سے ہم مستفید ہورہے ہیں یہ روحانی مائدہ خلافت رابعہ کی بیشمار برکتوں کا مجموعہ ہے اللہ تعالیٰ اس کے دور رس نتائج ظاہر فرماتا چلا جائے اور اس کی برکات سے ہمیں کما حقہ استفادہ کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔

تحریک وقفِ نو: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی آئندہ ضرورت کے پیش نظر جماعت کے سامنے ۳/ اپریل ۱۹۸۷ء کو وقف نو کی عظیم الشان تحریک کا آغاز فرمایا اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے۔ حضور نے فرمایا

”پس میں نے یہ سوچا کہ ساری جماعت کو میں اس بات پر آمادہ کروں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جہاں ہم روحانی اولاد بنانے کی کوشش کررہے ہیں دعوۃ الیٰ اللہ کے ذریعہ وہاں اپنے آئندہ ہونے والے بچوں کو خدا کی راہ میں ابھی سے وقف کردیں اور یہ دُعا مانگیں کہ اے خدا ہمیں ایک بیٹا دے لیکن اگر تیرے نزدیک بیٹی ہی ہونا مقدر ہے تو ہماری بیٹی ہی تیرے حضور پیش ہے مافی بطنی جو کچھ بھی میرے بطن میں ہے یہ مائیں دُعائیں کریں اور والد بھی ابراھیمی دُعائیں کریں کہ اے خدا ہمارے بچوں کو اپنے لئے چن لے ان کو اپنے لئے خاص کرلے تیرے ہو کر رہ جائیں اور آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان واقفین بچوں کی فوج ساری دنیا سے اس طرح داخل ہورہی ہو کہ وہ دنیا سے آزاد ہو رہی ہو۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی غلام بن کے اس صدی میں داخل ہورہی ہو“۔

پھر حضور نے فرمایا:

”اس وقف کی شدید ضرورت سے آئندہ سو سالوں میں جس کثرت سے اسلام نے ہر جگہ پھیلنا ہے وہاں لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے غلام ہوں واقفین زندگی چاہئیں کثرت کے ساتھ اور ہر طبقہ زندگی سے واقفین زندگی چاہئیں ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں“۔(خطبہ جمعہ ۳/ اپریل ۱۹۸۷ء)

اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے عالمگیر جماعت احمدیہ نے اب تک تقریباً ۲۰ ہزار بچے وقف کئے ہیں اور ان میں ایک خدائی نشان یہ نظر آیا کہ جن والدین نے حضور کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے پیدائش سے قبل ہی اپنے ہونے والے بچے کو وقف کیا ان میں بڑی تعداد لڑکوں کی ہے جبکہ عام تناسب پیدائش اس کے برعکس ہے۔ مالی برکات کے لحاظ سے اعداد و شمار ہمیں بتاتے ہیں کہ جس سرعت سے خلافت رابعہ کے دور سعید میں خدا تعالیٰ نے جماعت کے نفوس میں غیر معمولی برکات عطا فرمائے۔ مالی لحاظ سے بھی جماعت کو غیر معمولی طور پر برکات سے نوازا

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

چنانچہ حضور کے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے وقت جماعت کا بجٹ کروڑوں میں تھا جواب خدا کے فضل سے اربوں میں داخل ہو چکا ہے۔

چنانچہ ان مالی افضال کے نتیجہ میں جماعت کو دکھی انسانیت کی خدمت کی بھی غیر معمولی توفیق مل رہی ہے۔

جب کسی ملک یا کسی قوم میں کوئی آفت ناگہانی آتی ہے جماعت احمدیہ صف اوّل میں امداد کرتی نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ خاص طور پر حضور نے غرباء کی شادیاں کرانے کی تحریک فرماتے ہوئے جماعت کو نصیحت فرمائی۔

"غریب بچیوں کی شادی کروانے کو رواج دیں بہت سے ایسے ہیں جو بیمار ہیں بغیر سامان کے بیٹھے ہیں اور ان کو دو سادہ جوڑے دیکر بھی بچی کو رخصت کرنے کی استطاعت نہیں ہے اس لئے میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ جماعت کے صرف متمول دوست ہی نہیں بلکہ درمیانی حیثیت کے دوست بھی اگر یہ نیت باندھ لیں کہ ہم بچیوں کی شادی پر جو خرچ کرتے ہیں اس کا دسواں حصہ یا پانچواں حصہ کسی غریب کی بچی پر خرچ کرینگے تو وہ روپیہ جماعت کو نہ دیں بلکہ اگر وہ تلاش کرنا چاہیں تو جماعت کے نظام کو مطلع کریں کہ ہماری نیت ہے کہ اس سال ایک شادی کروائینگے دو کروائینگے تین کروائینگے اور ہماری توفیق کے مطابق اتنا خرچ ہوگا تو آپ کے علم میں اگر ایسے غرباء ہوں تو بصیغہ راز ہمیں مطلع کریں اس طریقہ سے رشتہ محبت استوار ہوگا"۔

اس تحریک کی برکت سے سینکڑوں غرباء کی شادی کے وقت امداد کا سلسلہ جاری ہے جس سے بیک وقت دو فائدے حاصل ہو رہے ہیں رشتہ محبت کا استوار ہونا اور شادی بیاہ کی مشکلات کا حل اسی تحریک سے ملتی جلتی بیوت الحمد تحریک ہے اس کے ذریعہ سینکڑوں بے گھر افراد کو مکانات بنوانے کیلئے امداد کا سلسلہ جاری ہے اس کے ساتھ ہی توسیع مکان بھارت کے تحت قادیان میں مرکزی طور پر مختلف عمارات کی تعمیر عمل میں آرہی ہے قابل ذکر گیسٹ ہاؤسز اور احمدیہ ہسپتال ہے پورے ہندوستان میں مشن و مساجد کی تعمیر ہو رہی ہے۔ جو جماعتی ترقی کے ساتھ ناکافی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ ۱۹۹۱ء میں تقسیم ملک کے بعد پہلی بار ہندوستان تشریف لائے۔ جس وقت پنجاب انتہاپسندی کی آگ میں بُری طرح جھلس رہا تھا آپ نے فرمایا حالات بدلینگے چنانچہ حضور کی دُعا کے نتیجہ میں وہ آگ ٹھنڈی پڑ گئی اور امن و امان قائم ہو گیا۔ خلافت رابعہ کی ایک عظیم الشان برکت غیر معمولی طور پر دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع کرنا اور مختلف لائبریریوں تک پہنچانا ہے چنانچہ صد سالہ جشن تشکر کی خوشی میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو یکصد زبانوں میں قرآن کے بعض حصص کے تراجم کی توفیق ملی اور اتنی ہی زبانوں میں منتخب احادیث کے تراجم کی توفیق پائی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک علی

میدان میں اور برکات کے علاوہ علاج بالمثل کے نام سے ہومیو پیتھی طریقہ علاج پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تحقیق ہے جو کتابی شکل میں منظر عام پر آچکی ہے اور دنیا استفادہ کر رہی ہے۔ خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ پیشگوئیاں غیر معمولی طور پر پوری ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اس تعلق میں حضور نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے ایک عظیم الشان خوشخبری عطا کی ہے جس کے پورا ہونے کے دن آچکے ہیں۔ میں نے چند دن ہوئے رویاء میں دیکھا کہ تذکرہ میرے سامنے کھلا پڑا ہے اور اس کے ایک طرف ایک پیراگراف ہے جس پر میری نظریں مرکوز ہیں میرے ذہن میں یہ اللہ کی طرف سے ڈالا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی ہے جس کے پورا ہونے کے دن آچکے ہیں اور وہ پیشگوئی میں پڑھتا ہوں اس میں سے .... یہ علماء اپنی مخالفت سے باز نہیں آئینگے لیکن جس طرح خزاں کے موسم میں بھڑوں کے ڈنک جھڑ جاتے ہیں اور وہ نیش زنی کرنے سے بعض آجاتے ہیں پنجابی میں ہم تو ان کو دوگا کہا کرتے تھے اُردو میں مجھے علم نہیں لیکن وہ الفاظ جو الہام کے وہاں لکھے ہوئے ہیں وہ دوگے کے لفظ ہی لکھے ہوئے ہیں مولوی تو اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئینگے اور ڈنک مارتے چلے جائینگے لیکن خدا کی تقدیر ان کو دوگا کر دیگی اور ڈنک مارنے کی طاقت ان سے جاتی رہیگی۔ (۱۸ مئی ۱۹۹۰)

چنانچہ یہ پیشگوئی آج کل کے زمانہ میں من و عن پوری ہو رہی ہے کہ باوجود مولوی کی شدید مخالفت کے جماعت کی تعداد غیر معمولی طور پر بڑھتی چلی جارہی ہے جیسا کہ بیعتوں کا سیلاب آگیا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی برکات سیاست کے میدان میں بھی پھیلی نظر آرہی ہے خاص کر خلیج کے بحران کے وقت جبکہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے عراق کو تہس نہس کیا آپ نے اسکا تجزیہ اپنے خطبات میں ذکر کیا اور اسکا صحیح حل بتایا کاش اس پر عمل کیا جاتا اس بحران کے وقت حضور نے خصوصاً عرب ممالک کو جو نصائح فرمائیں اس کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ حضرت اقدس عرب کی خبر گیری کرینگے"۔ (حمامۃ البشریٰ)

چنانچہ حضور نے اس پیشگوئی کو اپنے پر چسپاں کرتے ہوئے فرمایا۔

"پس خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس فریضہ کی ادائیگی پر مامور فرمایا آج آپ کے ادنیٰ غلام کی حیثیت سے میں آپ کی نمائندگی میں اس فریضہ کو ادا کر رہا ہوں۔ (۱۷ اگست ۱۹۹۰)

خلافت رابعہ کی ایک عظیم الشان امتیازی خصوصیت و برکت یہ ہے کہ اس دور سعید میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو مندرجہ ذیل صد سالہ تقریبات منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

۱۹۸۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت پر سو سال پورے ہونے پر

۱۹۸۶ء میں پیشگوئی مصلح موعود پر سو سال پورے ہوئے۔

۱۹۸۹ء میں جماعت نے اپنے قیام پر صد سالہ جشن منایا۔

۱۹۹۱ء میں جلسہ سالانہ قادیان کے سو سال پورے ہونے پر حضور انور بنفس نفیس تقسیم ملک کے بعد پہلی مرتبہ قادیان تشریف فرما ہوئے۔

۱۹۹۴ء میں پیشگوئی کسوف و خسوف پر سو سال پورے ہوئے اور صد سالہ تقریب منعقد ہوئی۔

۱۹۹۶ء میں اسلامی اصول کی فلاسفی جو ایک عظیم الشان لیکچر ہے کی صد سالہ تقریب منائی گئی

اور ۱۹۹۷ء میں پنڈت لیکھرام والی پیشگوئی پورا ہونے پر سو سال پورے ہوئے۔

یہ روحانی جسمانی دینی دنیاوی برکات کا سلسلہ کہیں ختم نہیں ہوتا ان برکات سے وافر حصہ پانے کیلئے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی اس نصیحت کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

"اے میرے دوستو میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اس جہان میں بھی اونچا کرے"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس نصیحت پر کاربند رہنے کی توفیق عطا کرتا چلا جائے۔ (آمین)

بقیہ صفحہ: (۲۰)

حکومت کیلئے قصاص کی کارروائی کرنا بہت مشکل ہے۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جیسے ذی اثر صحابہؓ فوری بدلہ لینے کے بڑے حامی تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے انہیں بہت سمجھایا کہ خلیفہؓ وقت کے خلاف کھڑا ہونا مناسب نہیں لیکن انہوں نے آپ کی نصیحت کی کوئی قدر نہ کی۔

حضرت عائشہؓ کو حالات کا پوری طرح علم نہ تھا وہ بھی اس امر کی تائید میں تھیں کہ قاتلین عثمانؓ سے فوری انتقام لیا جائے۔ حضرت علیؓ نے بہت کوشش کی کہ باہمی جنگ و جدال کا دروازہ نہ کھلے لیکن تمام کوششیں بیکار گئیں اور فریقین میں خونریز جنگ ہو کر رہی۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اگرچہ حضرت عائشہؓ کی طرف سے جنگ کیلئے میدان میں آئے لیکن جنگ ہونے سے قبل ہی لشکر سے الگ ہو گئے حضرت عائشہ کے لشکر کو شکست ہو گئی تاہم فتح کے بعد حضرت علیؓ نے ان کی حفاظت کا پورا اہتمام کیا اور جب وہ مدینہ جانے لگیں تو خود الوداع کہنے گئے چونکہ اس جنگ میں حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر سوار تھیں اسلئے اس جنگ کو جنگ جمل کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کو بعد میں ساری عمر اس امر کا افسوس رہا کہ کیوں انہوں نے حضرت علیؓ کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔

جنگ جمل کے بعد حضرت علیؓ نے امیر معاویہؓ کو پھر ایک مرتبہ بیعت کر لینے کی تلقین کی لیکن وہ کسی طرح اس پر آمادہ نہ ہوئے انہوں نے عمرو بن عاصؓ والی مصر کو اپنا ہمنوا بنایا اور جنگ کی تیاری کی اور 85 ہزار کا لشکر لیکر حضرت علیؓ کے خلاف صف آراء ہو گئے حضرت علیؓ کے ساتھ بھی 80 ہزار کا لشکر تھا۔ سات دن تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ساتویں دن قریب تھا کہ امیر معاویہؓ کا لشکر شکست کھا جائے کہ عمرو بن عاصؓ نے ایک چال چلی۔ قرآن مجید نیزوں پر رکھ کر بلند کئے اور تجویز پیش کی کہ ثالث مقرر کر کے فیصلہ کر لیا جائے حضرت علیؓ کے کچھ ساتھی بھی اس دھوکے میں آگئے اور انہوں نے ثالث کی تجویز کو قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اپنی صفوں میں انتشار دیکھ کر مجبوراً حضرت علیؓ نے اس تجویز کو قبول کر لینے پر آمادگی ظاہر کی۔ حضرت علیؓ کی طرف سے ابو موسیٰ اشعریؓ اور امیر معاویہؓ کی طرف سے عمرو بن عاص ثالث مقرر ہوئے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ سیدھے سادھے صوفی منش آدمی تھے لیکن عمرو بن عاص بہت جہاندیدہ سیاستدان تھے۔ انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو یہ کہکر ہم خیال بنالیا کہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں کو معزول کر کے نیا انتخاب کیا جائے۔ چنانچہ ابو موسیٰ نے اس کا اعلان کر دیا لیکن عمرو بن عاص نے کہا میں حضرت علیؓ کے معزول کئے جانے کی تائید کرتا ہوں لیکن امیر معاویہؓ کو برقرار رکھتا ہوں اسطرح عمرو بن عاص نے لوگوں کو دھوکا دیا۔

جب حضرت علیؓ کو اس سیاسی فریب کا علم ہوا تو وہ پھر جنگ کی تیاری کرنے لگے۔ اسی اثناء میں انہیں علم ہوا کہ ان کی جماعت کا ایک گروہ اس وجہ سے الگ ہو گیا ہے کہ کیوں ثالثی کی تجویز کو قبول کیا گیا انہوں نے اپنا ایک الگ امیر مقرر کر لیا اور اسطرح مسلمان تین گروہوں میں بٹ گئے۔ حضرت علیؓ نے ان کی سرکوبی کیلئے ایک لشکر تیار کیا۔ پہلے تو انہیں سمجھانے کی کوشش کی لیکن جب وہ ضد پر قائم رہے تو دونوں لشکروں میں خونریز جنگ ہوئی اور کئی ہزار خارجی مارے گئے صرف چند لوگ زندہ بچے رہے۔

شہادت: اگرچہ خارجیوں کو شکست ہوئی لیکن ان شوریدہ سر لوگوں نے سوچا کہ کامیابی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ اور عمرو بن عاصؓ تینوں کو بیک وقت قتل کر دیا جائے چنانچہ انہوں نے اس بارے میں منصوبہ تیار کیا۔ حضرت معاویہؓ پر حملہ کارگر نہ ہوا۔ عمرو بن عاصؓ عین وقت پر باہر چلے گئے۔ اسلئے بچ گئے لیکن جو شخص حضرت علیؓ کو قتل کرنے کیلئے مقرر ہوا وہ قاتلانہ حملہ میں کامیاب ہوا۔ اور اس طرح حضرت علیؓ 20 رمضان 40ھ کو یونے پانچ سال کی خلافت کے بعد تریسٹھ سال کی عمر میں شہید کر دیئے گئے۔

خلافت احمدیہ خدا کی ایک عظیم نعمت

مکرم عبدالوکیل صاحب نیاز مدرس مدرسۃ المعلمین قادیان

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ (سورۃ نور)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنادیگا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور جو دین اُس نے ان کیلئے پسند کیا ہے۔ وہ اُن کیلئے اُسے مضبوطی سے قائم کردیگا۔ اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کیلئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔ (تفسیر صغیر)

خلافت کا آسمانی نظام اللہ تعالیٰ کی لامتناہی عظیم الشان نعمتوں میں سے ایک عظیم انعام ہے اور سب سے قیمتی اور سنہری تاج ہے جو مومنوں کے سر پر بطور انعام رکھا جاتا ہے۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں بڑی صراحت کے ساتھ فرمایا ہے۔

تاریخ اسلام اس امر پر شاہد و ناطق ہے کہ جب تک مسلمانوں میں نظام خلافت رہا وہ ہر شعبہ زندگی میں ترقیات حاصل کرتے چلے گئے۔ اور اسلام کی شان و شوکت ملک عرب کے علاوہ دنیا کے طول و عرض میں قائم ہوگئی۔ اسلام کی ترقی و عروج کا یہ وہ زمانہ تھا کہ کسی مخالف کو اس کے روبرو کھڑا ہونے کی جرأت نہ تھی۔ کیا بلحاظ ایمان و عمل کیا بلحاظ شجاعت و دلیری کیا بلحاظ علم و ہنر کوئی ان کا ہم پلہ نہ تھا۔ لیکن جونہی یہ نعمت عظمیٰ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے اُن سے چھن گئی یہ قوم قعر مذلت میں گر گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ترقی و عروج کی راہوں کو طے کرنے والے یہ مسلمان تنزل و ادبار کا شکار ہوگئے اور ہوتے چلے جارہے ہیں کیونکہ انہوں نے نظام خلافت کو اپنے ہاتھوں میں لینے کی کوشش کی۔ اور خلافت کے طالب اور حریص نظر آنے لگے۔ اور خلافت کو اپنا حق تصور کرنے لگے۔ اور گویا یہ خیال کرنے لگے کہ خلیفہ بنانا خدا کا کام نہیں بلکہ اُن کا کام ہے تو پھر خدا نے بھی انہیں سرگرداں چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ اگر تم خلیفہ بناسکتے ہو تو بنا کر دکھادو۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس حقیقت کا اظہار فرماتے ہوئے تمام عالم اسلام کو ببانگ دہل فرماتے ہیں "سارا عالم اسلام مل کر زور لگالے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے۔ وہ نہیں بنا سکتا کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے اور خدا کی پسند اُس شخص پر خود اُنگلی رکھتی ہے جسے وہ صاحب تقویٰ سمجھتا ہے اُس کے بعد پھر وہ متقیوں کا ایک گروہ اپنے گرد پیدا کرتا ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ اپریل ۱۹۹۳ء)

خدا زمانے میں بچھڑے ہوئے ملاتا ہے
دلوں کو حسن کے جلووں سے کھینچ لاتا ہے
کہاں چلا ہے مقتدر سے روٹھ کر ناداں
او بدنصیب خلیفے خدا بناتا ہے

تمنائے خلافت: خلافت راشدہ کے تیس سالہ مبارک دور خلافت کے اختتام اور حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد اسلام مختلف ادوار اور انواع و اقسام کے طوفانوں میں گھر گیا اور مصائب و آلام اور ذلت کے تھپیڑے کھاتا ہوا آخر چودھویں صدی میں داخل ہو رہا تھا۔ خلافت کی محرومی کے شدید احساس نے بعض دردمند دل مسلمانوں او رمفکرین کو تڑپا رکھا تھا۔ اور اہل فکر و نظر کی دلی حسرتوں کی صدائے بازگشت زبانِ حال و قال سے یوں فریاد کر رہی تھی کہ:۔

تا خلافت کی بناء ہو پھر سے استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
(علامہ اقبال)

ایک حق شناس نے خلافت سے محرومی پر برملا اظہار کرتے ہوئے لکھا:۔

" سب سے بڑا ظلم جو مسلمانوں نے اپنی خود غرضی سے کیا وہ یہ تھا کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ ختم کرکے دم لیا اور اُمت مسلمہ کو بھیڑوں کی ریوڑ کی طرح جنگل میں ہانک دیا کہ جاؤ چرو چگو اور اپنا پیٹ پالو۔ صرف خلافت ہی ایک ایسا منصب تھا جو مسلمانوں کو منتشر ہونے کی بجائے ایک مرکز پر جمع رکھتا۔ اور ایک نصب العین مقرر کرکے اُن کی تنظیمی قوت کو محفوظ رکھتا ہے"

(اہل سنت والجماعت لاہور کا آرگن جدوجہد دسمبر 1960)

نیز لاہور ہی سے نکلنے والا اخبار تنظیم اہلحدیث نے ۱۲ ستمبر ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں اپنی دلی حسرت اور محرومی کا ان الفاظ میں ذکر کیا۔

"اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہوسکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور روٹھا خدا پھر سے من جائے اور بھنور سے گھری ہوئی ملت اسلامیہ کی یہ ناؤ شائد کسی طرح اُس کے نرغہ سے نکل کر ساحل عافیت سے ہم کنار ہو جائے ورنہ قیامت میں ہم سب سے خدا پوچھے گا کہ دُنیا میں تم نے ہر ایک اقتدار کے لئے راہ ہموار کی کیا اسلام کے غلبہ کیلئے بھی کچھ کیا"۔

قارئین ایک طرف اس یاس و حسرت کے اظہار اور تاریکی کی شکوے کو سامنے رکھیئے اور دوسری طرف جماعت احمدیہ میں جاری خلافت حقہ اسلامیہ کی ضیاپاشیاں ملاحظہ کیجئے جو اسلام کے چمکتے سورج کی روشنی سے اکناف عالم کو منور کر رہی ہے لیکن اگر کوئی اپنے گھر کے تمام دروازے بند کرکے تاریکی کا واویلہ کرتا پھرے تو ایسے شخص کی عقل پر ماتم کے سوا کیا کیا جاسکتا ہے قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر سیدنا حضرت امیر المومنین تمام عالم اسلام کو بڑے ہی دردمندانہ انداز میں خلافت حقہ اسلامیہ کی مؤید من اللہ قیادت کے زیر سایہ آنے کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" آخری پیغام میرا یہی ہے کہ وقت کے امام کے سامنے سر تسلیم خم کرو۔ خدا نے جس کو بھیجا ہے اس کو قبول کرو۔ وہی ہے جو تمہاری سربراہی کی اہلیت رکھتا ہے اس کے بغیر اُس سے علیحدہ ہو کر تم ایک ایسے جسم کی طرح ہو جس کا سر باقی نہ رہا ہو۔ بظاہر جان ہو اور عضو پھڑک رہے ہوں بلکہ درد اور تکلیف سے بہت زیادہ پھڑک رہے ہوں لیکن وہ سر موجود نہ ہو۔ جس کو خدا نے اس جسم کی ہدایت اور راہ نمائی کیلئے پیدا فرمایا ہے پس واپس لوٹو۔ اور خدا کی قائم کردہ سیادت سے اپنا تعلق باندھو۔ خدا کی قائم کردہ قیادت کے انکار کے بعد تمہارے لئے کوئی امن و فلاح کی راہ باقی نہیں۔ اس لئے دکھوں کا زمانہ لمبا ہوگیا ہے۔ واپس آؤ توبہ و استغفار سے کام لو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ خواہ معاملات کتنے ہی بگڑ چکے ہوں اگر آج تم خدا کی قائم کردہ قیادت کے سامنے سر تسلیم خم کرلو تو نہ صرف یہ کہ دُنیا کے لحاظ سے تم ایک عظیم طاقت کے طور پر اُبھرو گے بلکہ تمام دنیا میں اسلام کے غلبۂ نو کی ایسی عظیم تحریک چلے گی کہ دُنیا کی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کرسکے گی۔۔۔۔ تم اگر شامل ہو یا نہ ہو جماعت احمدیہ بہر حال تن من دھن کی بازی لگاتے ہوئے جس طرح پہلے اس راہ میں قربانیاں پیش کرتی رہی ہے آج بھی کر رہی ہے۔ کل بھی کرتی چلی جائے گی۔ اور آخری فتح کا سہرا پھر صرف جماعت احمدیہ کے نام لکھا جائے گا۔ پس آؤ اور اس مبارک سعادت میں تم بھی شامل ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ اگست ۱۹۹۰)

سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے
راہِ حرماں چھوڑ دو رحمت کے ہو اُمیدوار

خلافت علی منہاج نبوت کا قیام

ایسے یاس و حسرت اور نااُمیدی کے زمانہ میں جب کہ اسلام تنزل و ادبار میں گھرا ہوا تھا اور مسلمانوں کی ایمانی و عملی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق اپنے نبی کریم ﷺ کے ایک خادم کو بروزی نبوت کی خلعت عطا کی اور مسیح موعود اور مہدیٔ موعود کے رنگ میں ظاہر فرمایا۔ آپ نے محض خدا کے حکم سے ایک خالص روحانی اور پاک جماعت کا قیام فرمایا تاکہ یہ جماعت دین کی راہ میں صدق و صفا اخلاص و وفا قربانی و ایثار اور محبت و اطاعت کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرکے اسلام کو ساری دُنیا پر غالب کرے اس مقصد وحید کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے"۔ (رسالہ الوصیت)

چونکہ اس کام نے نسلاً بعد نسل جاری رہ کر ایک طویل زمانہ میں پایۂ تکمیل کو پہنچنا تھا۔ لہٰذا اس غرض کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق جماعت میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد خلافت کا آسمانی نظام قائم فرمایا۔ اور اس کے ساتھ ہی مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اپنی اُمت کے بارہ میں وہ عظیم القدر پیشگوئی بھی پوری ہوئی جس میں یہ واضح کیا گیا تھا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّة (مشکوۃ باب الفتن)

یعنی جور و جبر کا دورِ حکومت ختم ہونے کے بعد آخری زمانہ میں دوبارہ اُمت محمدیہ میں خلافت علی منہاج نبوت کا قیام عمل میں آئے گا۔ جس طرح ابتدائے اسلام میں منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوئی تھی چنانچہ مذکورہ حدیث جو مشکوٰۃ میں درج ہے بین السطور لکھا ہے الظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِهٖ زَمَنُ عِيسٰى وَالْمَهْدِي کہ ظاہر ہے کہ منہاج نبوت پر دوبارہ خلافت قائم ہونے کا زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں جماعت کو خبردار کردیا تھا کہ آپ کی وفات قریب ہے مگر غمگین ہونے کی

ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ دوسری قدرت یعنی خلافت کے ذریعہ اس جماعت کو سنبھال لے گا چنانچہ فرمایا

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے" (الوصیت)

نیز فرمایا:۔ "تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت (خلافت) نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں"۔ (الوصیت)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو جماعت کو اپنی آغوش رحمت میں لیکر خلافت جیسی عظیم الشان نعمت سے مالامال فرمایا۔ اور جماعت کے شیرازہ کو منتشر ہونے سے بچالیا جماعت مؤمنین نے رسالہ الوصیت میں مندرجہ وصیت کے مطابق حضرت حکیم مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ تسلیم کیا اور متفقہ طور پر بیعت کی اسی طرح مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی خلافت پر جماعت احمدیہ کا پہلا اجماع ہوا۔ اس طرح خلافت اولیٰ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا پرشوکت ہاتھ دکھایا۔ آپ کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ المصلح الموعود اور بعدہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ خلافت پر متمکن ہوئے اور اب ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ اس روحانی مقام و منصب پر فائز ہیں اور اب خدا کے فضل و کرم سے خلافت احمدیہ پر نوے سال پورے ہو چکے ہیں یہ مبارک دو روحانی اعتبار سے اسلام کیلئے نہایت درجہ کا میابیوں اور کامرانیوں سے پر ہے اولوالعزم خلافت کے زیر سایہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دُنیا میں پھیل چکی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ آج دُنیائے احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا اپنوں اور بےگانوں کو یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے کہ تمکنت دین کا جو نشان خلافت سے وابستہ کیا گیا تھا آج ساری دُنیا میں پوری شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ اور وہ تمام نعمتیں جو خلیفہ برحق کی ذات بابرکات کے طفیل جماعت مؤمنین کو ملنی مقدر تھیں بفضلہٖ تعالیٰ جماعت احمدیہ دن رات اُن سے متمتع ہو رہی ہے بلکہ ایک عالم براہ راست یا بالواسطہ ان نعمتوں سے مستفیض ہو رہا ہے چنانچہ تبلیغ اسلام اشاعت قرآن۔ تعمیر مساجد و دعوۃ الی اللہ کے جہاد میں بنی نوع انسان کی خدمت اور نسل انسانی کو امت واحدہ بنانے کی مساعی جمیلہ میں مالی قربانیوں کے میدان میں اور ابتلاء اور آزمائش کے پرخطر دور میں سکینت و طمانیت اور صبر و ثبات کی توفیق پانے میں جماعت احمدیہ کے افراد مرد و زن انفرادی و اجتماعی رنگ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظاروں کا دن رات مشاہدہ کرکے اپنے ایمانوں کو جلا بخش رہے ہیں اللھم زدفزد۔

خلافت رابعہ کے عزم واستقلال کے ولولہ انگیز دور میں جماعت احمدیہ بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکی ہے اور جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے اور اب کوئی بدخواہ خلافت احمدیہ کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"آئندہ انشاءاللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے کوئی بدخواہ اب خلافت کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور جماعت اس شان سے ترقی کرے گی خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔

(خطبہ جمعہ ۱۸ر جون ۱۹۸۲ء)

پس خلافت احمدیہ خدا کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک نعمت عظمیٰ ہے یہ وہ عظیم انعام ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے صالح مومنوں کو عطا ہوتا ہے خلافت وہ عظیم الشان طاقت ہے جو تمکین دین کے سامان پیدا کرتی ہے۔ خلافت وہ امن کا گہوارا ہے جس میں ہر بے چین و پریشان امن و سکون کی پناہ حاصل کرتا ہے۔ خلافت وہ حبل اللہ ہے جس کا ایک سرا خود خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور ایک سرا زمین میں۔ اور اللہ تعالیٰ یہ رسی اس لئے دنیا میں پھینکتا ہے تاکہ اُس کے بندے اُس کو پکڑ کر اپنے آپ کو ہلاکت و ضلالت کے سمندر میں غرقابی سے بچا لیں۔ جو لوگ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھام لیتے ہیں وہ وحدت کی لڑی میں پروئے جاتے ہیں لیکن دوسرے تفرقہ اور تشتت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

خلافت سے میسر دین کو تمکین ہوتی ہے
خلافت سے سراسر قوت تکوین ہوتی ہے
خلافت عصمت صغریٰ عطا کرتی ہے ملت کو
ہلاکت سے مصیبت سے بچالیتی ہے اُمت کو

شکران نعمت

اب جبکہ یہ امر بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ خلافت ایک عظیم نعمت ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کی جماعت کو عطا ہوتی ہے تو مومنین کا فرض اولین ہے کہ ارشاد خداوندی لَئِن شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ کے بموجب اس نعمت کی قدر کرتے ہوئے سجدات شکر بجالائیں۔ دُنیائے روحانیت کا یہ مسلمہ قانون ہے کہ جس قدر عظیم نعمت کسی قوم کو عطا ہوتی ہے اُسی قدر ذمہ داریوں میں اضافہ بھی ہو جاتا ہے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے انعام خلافت سے استفادہ کے سلسلہ میں ایسے اہم بنیادی ذرائع کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے جن کی تعمیل خلافت سے فیوض و انوار اور فیضان و عرفان حاصل کرنے کیلئے ازبس ضروری ہے۔

اول:۔ انعام خلافت کے قدر کرنے کے سلسلہ میں آپؓ فرماتے ہیں:۔

"محض کسی کی ذات سے تعلق رکھنے والے عموماً ٹھوکر کھایا کرتے ہیں میرے خیال میں تو انبیاء کی صفات بھی ان کے درجہ اور عہدہ کے لحاظ سے ہی ہوتی ہے نہ کہ ان کی ذات کے لحاظ سے پس تمہیں درجہ (خلافت) کی قدر کرنی چاہئے کسی کی ذات کو نہ دیکھنا چاہئے۔ (درس القرآن صفحہ ۷۳)

دوم:۔ انعام نبوت کے قیام واستحکام کیلئے دوسرا اہم ذریعہ حضورؓ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ہم خلیفہ وقت کو ہمیشہ قبولیت دُعا کا مجسم نشان یقین کریں اس ضمن میں آپ فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت سے سرفراز کرتا ہے تو اُس کی دُعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اُسکی دُعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اُس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے"۔

(منصب خلافت صفحہ ۳۲)

سوم:۔ تیسرا ذریعہ خلافت احمدیہ سے فیض حاصل کرنے کا خلافت سے وابستگی ہے۔

"جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنادیا ہے اُس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کرکے تم کام کر سکتے ہو اس سے جتنا زیادہ تعلق رکھو گے اُسی قدر تمہارے کاموں میں برکت ہوگی اور اُس سے جس قدر دور ہوگے اُسی قدر تمہارے کاموں میں بے برکتی پیدا ہوگی جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی۔ جو درخت سے جدا ہو اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ (الفضل ۲۰ر نومبر ۱۹۴۶ء)

چہارم:۔ انوار خلافت سے بھرپور استفادہ کے سلسلہ میں چوتھا ذریعہ حضرت المصلح الموعودؓ نے خلافت کی اطاعت بیان فرمایا ہے آپ نے فرمایا:۔

"میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ جو محبت جماعت احمدیہ کو اپنے امام سے اس وقت ہے اُس کی مثال کسی اور جگہ ملنا ممکن نہیں مگر باوجود اس کے میں یہ کہنے سے رک نہیں سکتا کہ وہ جذباتی ہے عملی نہیں ایسے کم لوگ ہیں جو اس محبت کو اس طرح محسوس کریں کہ جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء)

"خلیفہ اُستاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد۔ جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا"۔ (الفضل ۲ر مارچ ۱۹۴۶ء)

اطاعت خلافت کا معیار کیا ہونا چاہئے اس ضمن میں حضورؓ نے فرمایا:۔

"ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں خدا کے حضور اُس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوتی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام کو قائم کرنا چاہتا ہے جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اُس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اُس کی اطاعت میں زندگی کا ہر لحہ بسر نہیں کرتا اُس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا"۔

(الفضل ۱۵ر نومبر ۱۹۴۶ء)

پنجم:۔ حضرت المصلح الموعودؓ نے نظام خلافت سے متعلق پانچواں اہم اور بنیادی ذریعہ یہ بیان فرمایا ہے کہ جماعت کو انعام خلافت کی شکر گزاری میں ہر قسم کی قربانیوں کیلئے ہمیشہ اور ہر آن تیار رہنا چاہئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"انسان کو ایک قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسری قربانی کی توفیق ملتی ہے اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کی موجودہ قربانیاں آئندہ قربانیوں کا راستہ کھولنے والی ہوں گی۔ اور جس کے دل میں آئندہ قربانیوں کے لئے انقباض پیدا نہ ہو۔ اُسے سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی قربانیوں کو قبول کرلیا۔ اور آئندہ قربانیوں کیلئے بھی اللہ تعالیٰ اُسے توفیق عطا فرمائے گا لیکن جس شخص کے دل میں آئندہ قربانیوں کیلئے انقباض پیدا ہوتا ہے ایسے آدمی کو اللہ تعالیٰ کے حضور بہت استغفار کرنا چاہئے اور بہت دعائیں کرنی چاہئیں تا اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرمائے اور اُسے مزید قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل ۱۸ر ستمبر ۱۹۴۵ء)

حضرت مصلح موعودؓ کی قیمتی نصائح

الغرض سیدنا حضرت مصلح موعودؓ خلافت کے عہد کو عقیدت واحترام کی نگاہ سے دیکھنے خلیفہ وقت کو قبولیت دُعا کا مرکز سمجھنے۔ اور اُس سے عمر بھر فقید المثال مخلصانہ تعلق قائم رکھنے اُس کے ہر ہر لفظ پر والہانہ طور پر لبیک کہنے اس کے ہر حکم پر مالی و جانی قربانیوں کیلئے ہر زمانہ بلکہ ہر لحہ اور ہر آن تیار رہنے کی ہمیشہ پرزور تلقین فرماتے رہے ہیں۔ یہی نہیں حضورؓ نے جماعت احمدیہ کو بار بار یہ وصیت فرمائی کہ وہ ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہیں کیونکہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت سے وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اُسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھتے رہو گے اور اُسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا ملکر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی۔ بیشک افراد مریں گے مشکلات آئیں گی تکالیف پہنچیں گی مگر جماعت کبھی تباہ نہ ہوگی۔

(درس القرآن صفحہ ۷۳)

"اے دوستو میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اُس کی تاثیر کو دُنیا میں پھیلادیتی ہے تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اُس کی برکات سے دُنیا کو متمتع کرو۔

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء)

باقی صفحہ (23) پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت و سوانح

خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین

فضل حق خان مبلغ سلسلہ ہماچل پردیش

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(عہد خلافت 632-634)

نسب نامہ : آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکرؓ پہلے خلیفہ منتخب ہوئے ۔آپ کا نام عبد اللہ بن ابو قحافہ ہے۔ مرہ پر آپ آنحضرت ﷺ سے نسب میں مل جاتے ہیں اور یہ چھٹی پشت ہے ۔ والدہ کا نام ام الخیر سلمی بنت صخر ہے یہ ابو قحافہ کی چچازاد بہن تھیں اور ام الخیر کے نام سے مشہور تھیں۔ آپ کے والد ابو قحافہ کا نام عثمان تھا۔ آپ کو زمانہ جاہلیت میں عبد الکعبہ کہا جاتا تھا آنحضرت ﷺ نے آپ کا نام عبد اللہ رکھا۔

القاب:۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام عتیق بھی تھا لیکن کثرت رائے اس طرف ہے کہ یہ لقب تھا۔ اور وجہ یہ ہے کہ آپ آتش دوزخ سے آزاد ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "حضرت ابو بکر صدیقؓ پر دوزخ کی آگ حرام ہے"۔

بعض اصحاب فرماتے ہیں کہ حسن و جمال کے سبب سے آپ عتیق مشہور ہوئے۔

آپ کا دوسرا لقب صدیق ہے جمہور علماء و مؤرخین اسلام نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت ہی میں آپ اس سے ملقب ہو گئے تھے اور جب تک زندہ رہے سوائے صدق کے کوئی دوسرا کلمہ نہ فرمایا۔ آنحضرتؐ کی نبوت اور واقعہ معراج شریف کی سب سے پہلے آپ نے تصدیق فرمائی۔

ولادت:۔ آپ 572ء میں مکہ میں پیدا ہوئے کہا جاتا ہے کہ آپ آنحضرتؐ سے دو سال دو مہینے چھوٹے تھے۔ لیکن بعض لوگوں نے کہا ہے کہ آپ آنحضرتؐ سے بڑے تھے۔ جب جوان ہوئے تو کپڑے کی تجارت کرنے لگے۔ آنحضرتؐ کے پاکیزہ اخلاق اوا وصاف حمیدہ کا گہرا نقش آپ کے دل پر تھا آپ نے اسلام قبول کرنے کے بعد خدمت دین کو اپنا شعار بنایا۔

حلیہ: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ کا حلیہ مبارک یہ تھا کہ رنگ گورا بدن چھریرا۔ رخسار اندر کو، انگلیوں کی جڑوں میں گوشت کم۔ پیشانی مبارک پر اکثر پسینہ رہتا تھا۔ حنا یا کسم سے خضاب فرمایا کرتے تھے۔ بوقت تشریف آوری مدینہ جناب رسالت مآبؐ آپ کی ریش مبارک کچھ سیاہ اور کچھ سفید تھی۔

آنحضرت ﷺ سے محبت: حضرت ابو بکر صدیقؓ کو آنحضرتؐ سے بیحد محبت تھی اور وہ آپؐ پر اپنی جان قربان کر دینے کیلئے تیار رہتے تھے۔ ایک دن بہت سے کافر کعبہ کے صحن میں جمع تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ دیکھو محمدؐ نے ہمارے بتوں کی کسقدر توہین کی ہے۔ اور وہ ہمارے باپ دادا کے دین کو جھٹلاتا ہے۔ اتنے میں آنحضرتؐ بھی کعبہ میں تشریف لے آئے۔ کافروں نے آپؐ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور آپؐ کے گلے میں چادر ڈال کر بری طرح کھینچنے لگے اور آپ کو برا بھلا کہنے لگے۔ کسی نے فوراً حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس حادثہ کی اطلاع دی۔ آپ بے اختیار ہو کر دوڑ پڑے اور کافروں کے مجمع میں گھس کر آنحضرت ﷺ کو بچانے لگے اور کہا کہ کمبخت کافرو! تم پر خدا کی لعنت ہو تم ایسے آدمی کو مارتے ہو جو کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے وہی سب کا رب ہے اور جو تمہیں سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

جب آنحضرتؐ کے ساتھ دوسرے مسلمان شعب ابی طالب میں محصور کیے گئے تب یہاں غریب مسلمانوں پر اور آنحضرتؐ پر بہت زیادہ سختیاں گزریں درختوں کی پتیاں کھا کھا کر گزارہ کرنا پڑا۔ ننھے ننھے بچے بھوک سے بلکتے تھے مگر کچھ کھانے کو نہ ملتا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کافروں نے بائیکاٹ نہیں کیا تھا مگر وہ بھی حضورؐ کی محبت میں آپؐ کے ساتھ ہی چلے آئے اور جب تک بائیکاٹ ختم نہیں ہو گیا۔ یہ سب تکلیفیں برداشت کرتے رہے۔

تبلیغ:۔ پہلے پہلے تو آنحضرتؐ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق بھی چھپ کر اور خاموشی سے مکہ والوں کو دین اسلام کی باتیں بتلاتے رہے اور اللہ کی بندگی کی طرف بلاتے رہے مگر نبوت کے تین برس بعد جب اللہ تعالیٰ نے علی الاعلان تبلیغ کا حکم دیا تو آپ نے سب کے سامنے کھڑے ہو کر کھلم کھلا ایک تقریر فرمائی اور کافروں کو اللہ کا پیغام سنانے لگے اور اپنے گھر کے سامنے ایک مسجد بھی بنائی اس میں بیٹھ کر روز صبح زور زور سے قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگے۔ جب آپ تلاوت کرتے تو بہت سے لوگ مسجد کے آس پاس جمع ہو کر بڑی حیرت سے قرآن شریف سنتے اور بڑا مجمع ہو جاتا۔ آپ مکہ میں تبلیغ اسلام کرنے کے ساتھ ساتھ برابر کافروں کے ظلم و ستم سہتے رہے۔ آپ نے اسلام کی تبلیغ کیلئے کافروں کے سامنے جو تقریر فرمائی وہ تائید اسلام میں سب سے پہلی تقریر تھی۔ اسلئے آپ اسلام کے سب سے پہلے مبلغ ہوئے۔

شجاعت: حضرت علیؓ نے ایک دفعہ حاضرین سے ارشاد فرمایا آپ لوگ شجاع ترین شخص کو جانتے ہیں۔ سب نے بالاتفاق حضرت علی ہی کی جانب اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا میں اپنے برابر والے سے لڑتا ہوں یہ تو کوئی بات نہیں۔ بتائیے شجاع ترین کون ہے۔ سب نے لاعلمی ظاہر کی۔ حضرت علی نے فرمایا ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ غزوۂ بدر میں آنحضرتؐ کی حفاظت کیلئے ہم نے ایک سائبان بنایا تھا اور جب دریافت کیا گیا کہ کون شخص اس خوفناک وقت میں جاں نثاری کا حق ادا کرے گا تو قسم خدا کی کسی کی ہمت نہ پڑی مگر حضرت ابو بکرؓ شمشیر برہنہ لیکر کھڑے ہو گئے اور کسی مشرک کی مجال نہ ہوئی کہ آپ سے مقابلہ کرتا۔

ایک دفعہ مکہ معظمہ میں مشرکین نے رسول اللہ کو پکڑ لیا اور آپؐ کو گھسیٹنے لگے اور کہنے لگے کہ تو ہی ہے جو ایک خدا بتاتا ہے واللہ کسی کو کفار کے مقابلے کی جرائت نہ ہوئی مگر ابو بکر صدیقؓ آگے بڑھے وہ کفار کو مار مار کر ہٹاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ ہائے افسوس تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا خدا ایک ہے۔ یہ فرما کر حضرت علیؓ رو پڑے اور فرمانے لگے بھلا یہ تو بتاؤ مومن آل فرعون اچھے ہیں یا ابو بکرؓ لیکن جب لوگوں نے جواب نہ دیا تو فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے واللہ ابو بکر کی ساعت ان کی ہزار ساعت سے بہتر ہے وہ تو ایمان کو چھپاتے تھے اور ابو بکرؓ نے ایمان کو ظاہر کیا۔

حلم و تواضع:۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ بہت ہی متواضع و حلیم تھے ۔ عامۃ المسلمین میں اسطرح مل کر بیٹھتے تھے کہ کوئی شخص تمیز نہ کر سکتا تھا۔

حضرت عمر بن خطابؓ ایک ضعیفہ مجبور عورت کی خدمت رات کے وقت فرمایا کرتے تھے یہ غریب مدینہ طیبہ کے قریب ہی رہتی تھی چند روز بعد ملاحظہ فرمایا کہ آپ کی تشریف آوری سے قبل ہی کوئی دوسرا شخص اس کا کام دھندا کر جاتا ہے۔ بہت تعجب ہوا اور پوشیدہ ہو کر دیکھا تو وہ بزرگ حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا بلاشک آپ سے زیادہ اور کون ایسا حلیم و متواضع ہو سکتا ہے۔

سخاوت:۔ مسلمان ہو جانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تن من دھن سے خدمتِ اسلام میں مصروف ہو گئے نہ تجارت کا خیال رہا نہ آرام کا۔ جب روپیہ کی ضرورت ہوتی وہ قربانی میں پیش پیش ہوتے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جتنا مجھے ابو بکر صدیقؓ کے مال سے نفع پہنچا ہے کس کے مال سے نہیں پہنچا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ رو کر فرمانے لگے کہ میں اور میرا مال کیا چیز ہے جو کچھ ہے سب آپ ہی کے طفیل ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مال میں ویسا ہی تصرف فرماتے تھے جیسا اپنے مال میں جس روز حضرت ابو بکر صدیقؓ ایمان لائے ہیں۔ اس روز ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے آپ نے وہ سب کے سب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے ایک روز حضرت عمر فاروق جنگ تبوک کے چندہ کا تذکرہ فرما کر کہنے لگے آنحضرتؐ نے جب ہمیں مال تصدق کرنے کا حکم دیا تو میں نے حضرت ابو بکر سے بڑھ کر مال تصدق کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور اپنا نصف مال تصدق کر دیا۔ رسول کریمؐ نے مجھ سے دریافت کیا کہ اپنے اہل و عیال کے واسطے کچھ چھوڑا ہے میں نے عرض کیا کہ باقی نصف۔ اتنے میں ابو بکر صدیق اپنا سارا مال لئے ہوئے آ گئے آنحضرتؐ نے اُن سے بھی وہی سوال کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اہل و عیال کیلئے خدا اور رسول خدا کافی ہیں میں نے یہ دیکھ کر کہا کہ میں ابو بکر صدیق سے کسی بھی بات میں نہ بڑھ سکوں گا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا کہ میں سب کا احسان اتار چکا ہوں البتہ ابو بکر صدیقؓ کا احسان باقی ہے اس کا بدلہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ دے گا۔ کسی شخص کے مال سے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا ابو بکر صدیق کے مال سے۔

ایک اور حدیث میں حضرت ابن عباسؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ فرماتے تھے ابو بکرؓ سے بڑھ کر میری ذات پر کسی کا احسان نہیں آپ نے اپنی جان سے زیادہ میری غمخواری کی۔ مال صدقہ

ہفت روزہ بدر کی شرح میں اضافہ

ہندوستان کے خریداران بدر کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کاغذ، کمپیوٹر کمپوزنگ، آفسیٹ پرنٹنگ اور دیگر اخراجات بڑھ جانے کے باعث اخبار بدر کی طباعت کے اخراجات بہت بڑھ چکے ہیں صیغہ بدر باوجود ان تمام زائد اخراجات کے اصل لاگت سے بھی کم قیمت پر خریداران کو بدر دیتا رہا ہے۔

مذکورہ تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے صیغہ بدر نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے یکم اپریل ۲۰۰۰ء سے بدر کی شرح میں مبلغ -/۱۵۰ روپے سالانہ چندہ سے بڑھا کر مبلغ -/۲۰۰ روپے سالانہ چندہ کر دیا ہے۔ جملہ خریداران بدر مطلع رہیں کہ یکم اپریل ۲۰۰۰ء سے بدر کی شرح سالانہ -/۲۰۰ روپے ہو گی۔

(منیجر ہفت روزہ بدر قادیان)

کیا۔اپنی صاحبزادی سے عقد کردیا۔

علم و فضل: اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین میں حضرت ابو بکر صدیق سب سے زیادہ عالم اور ذکی تھے۔ جب کسی مسئلہ کے متعلق صحابہ کرام میں اختلاف رائے ہوتا تو وہ مسئلہ حضرت ابو بکر صدیق کے سامنے پیش کیا جاتا۔ آپ اس پر جو حکم لگاتے وہ عین ثواب ہوتا سب صحابہ سے زیادہ آپ علم القرآن میں ماہر تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ آنحضرتؐ نے آپ کو نماز میں امام بنایا۔ علم القرآن کے علاوہ سنت کا علم بھی ایسا ہی تھا۔ آپ کو آنحضرتؐ کا فیض صحبت ابتداء بعثت سے وفات تک حاصل رہا۔ باوجود ان باتوں کے بادی النظر میں تعجب ہوتا ہے کہ کیوں آپ سے احادیث شریف صحیحہ بہت کم مروی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد آپ کی عمر بہت کم ہوئی اگر کچھ زمانہ تک حیات مستعار بمشیت الٰہی وفا کرتی تو غالباً آپ کی روایات کل اصحاب کبار سے بڑھ جاتیں۔ دوسرا سبب یہ بھی ہے کہ اصحاب کبارؓ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ایک ہی زمانہ تھا۔ حضوریٔ رسالت دونوں کو حاصل تھا۔ پس جسقدر مشکلات ہوتی تھیں آنحضرتؐ سے حل ہو جاتی تھیں۔ اسلئے آپ سے روایت کم ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی عادت تھی کہ ہر مسئلے کی بابت قرآن مجید میں تلاش کرتے تھے اگر نہ ملتا تو آنحضرتؐ کے افعال واقوال کے مطابق فیصلہ فرماتے۔ اگر ایسا موقع بھی نہ ملتا تو اصحاب کبارؓ سے دریافت فرماتے اور کثرت رائے کے بعد فیصلہ فرماتے۔ حضرت عمرؓ ہر مسئلے کو قرآن مجید و احادیث شریف میں تلاش فرماتے اور جب مجبور ہوتے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اجتہاد پر فیصلہ فرماتے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ تمام عرب اور بالخصوص قریش کے بہت بڑے نسّاب تھے۔ عرب کے مشہور ومعروف نساب جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ میں اس علم میں حضرت ممدوح کا خوشہ چین ہوں۔ حالانکہ جبیرؓ سے بڑھ کر انساب عرب کا جاننے والا کوئی نہ تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مرتبہ اس علم میں کسقدر بلند تھا۔

آپ علم تعبیر کے بھی زبردست ماہر تھے۔ آنحضرت کے زمانے میں آپ تعبیر رؤیا فرمایا کرتے تھے۔ علامہ محمد بن سیرین جنہیں جمہور علماء و مؤرخین تعبیر الرؤیا کا بڑا عالم بتاتے ہیں فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد اس علم میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مرتبہ تھا۔

آپ فصیح اللسان مشہور تھے اہل علم کا اتفاق ہے کہ اسلام میں دو بزرگ ایسے فصیح اللسان بزرگ گزرے ہیں جن کا ثانی نہیں ہوا۔ یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ آنحضرتؐ نے ایک مجلس شوریٰ منعقد فرمائی۔ جس میں حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت اسیدؓ تھے اور مسئلہ معاذؓ کی روانگیٔ یمن کا تھا سب اصحابؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رائے مبارک کی تائید فرمائی۔ جس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ کسی معاملے میں آپ غلطی نہ کریں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے زمانے میں چار بزرگوں نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا ان میں سے حضرت ابو بکرؓ بھی تھے۔

حسن معاشرت: عطاء بن صائبؓ کہتے ہیں کہ بیعت خلافت کے دوسرے دن حضرت ابو بکرؓ دو چادریں لئے ہوئے بازار کو جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا بازار۔ حضرت عمرؓ نے کہا اب آپ یہ دھندے چھوڑ دیں۔ آپ مسلمانوں کے امیر ہوگئے ہیں آپ نے فرمایا پھر میں اور میرے اہل وعیال کہاں سے کھائیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ کام ابو عبیدہؓ کے سپرد کیجئے۔ چنانچہ دونوں صاحب ابو عبیدہؓ کے پاس گئے اور ان سے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ میرا اور میرے اہل وعیال کا نفقہ مہاجرین سے وصول کر دیا کرو۔ ہر چیز معمولی حیثیت کی چاہئے۔ گرمی اور جاڑوں کے کپڑوں کی بھی ضرورت ہوگی۔ جب پھٹ جایا کریں گے تو ہم واپس کر دیا کریں گے۔ اور نئے لے لیا کریں گے۔

چنانچہ حضرت ابو عبیدہؓ ہر روز آپ کے یہاں آدھی بکری کا گوشت بھیج دیا کرتے تھے۔ ابو بکر بن حفص کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے انتقال کے وقت حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ مسلمانوں کے کام کرنے کی اجرت میں میں نے کوڑی پیسہ کا فائدہ حاصل نہیں کیا۔ سوائے اس کے کہ موٹا جھوٹا کھا پہن لیا۔ اس وقت مسلمانوں کا تھوڑا یا بہت کوئی مال سوائے اس حبشی غلام اونٹنی اور پرانی چادر کے میرے پاس نہیں ہے۔ جب میں مر جاؤں تو ان سب کو عمرؓ کے پاس بھیج دینا۔

حضرت امام حسن بن علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے انتقال کے وقت حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد یہ اونٹنی جس کا دودھ ہم پیتے تھے اور یہ بڑا پیالہ جس میں ہم کھاتے تھے اور یہ چادریں عمرؓ کے پاس بھیج دینا کیونکہ میں نے ان چیزوں کو بحیثیت خلیفہ ہونے کے بیت المال سے لیا تھا۔ جب حضرت عمرؓ کو یہ چیزیں پہنچیں تو انہوں نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ابو بکرؓ پر رحم فرمائے کہ میرے واسطے کیسی کچھ تکلیف اٹھائی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بیت المال میں کبھی مال ودولت جمع نہیں ہونے دیا۔ جو کچھ آتا مسلمانوں کیلئے خرچ کر دیتے فقراء ومساکین پر بحصہ مساوی تقسیم کر دیتے تھے کبھی گھوڑے اور ہتھیار خرید کر فی سبیل اللہ دے دیتے کبھی کچھ کپڑے لیکر غرباء صحرا نشین کو بھیج دیتے۔ حتیٰ کہ جب حضرت عمرؓ نے آپ کی وفات کے بعد مع چند صحابیوں کے بیت المال کا جائزہ لیا تو بالکل خالی پایا۔

محلہ کی لڑکیاں اپنی بکریاں لیکر آپ کے پاس آجایا کرتیں اور آپ سے دودھ دوہا کر لے جاتیں۔ صدیق اکبرؓ بہت سے آدمیوں میں مل جل کر اس طرح بیٹھتے کہ کوئی پہچان بھی نہ سکتا تھا کہ ان میں خلیفہ کون ہے۔

ہجرت: ظہور اسلام کے تیرہ سال بعد تک آنحضرتؐ اور سب مسلمان مکہ کے کافروں کا ظلم و ستم سہتے رہے اور اسلام کی تبلیغ میں مصروف رہے مگر آخر کار جب کافروں کا ظلم حد سے زیادہ ہو گیا اور وہ مسلمانوں کی جان کے دشمن ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔ حضور یہ حکم پاکر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مکان پر تشریف لے گئے اور ان کو یہ اطلاع دی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ خبر سنی تو بیتاب ہو کر بولے کہ حضور کیا آپ مجھے تنہا یہاں چھوڑ کر تشریف لے جائیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں تم میرے ساتھ رہو گے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ بیحد خوش ہوئے اور مارے خوشی کے رونے لگے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضور کی خدمت میں دو اونٹنیاں پیش کیں اور عرض کی کہ یہ اونٹنیاں میں نے اسی دن کے لئے پالی تھیں۔ اور ان کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ان میں سے ایک حضورؐ نے اپنے لئے پسند فرمالی اور دوسری حضرت ابو بکرؓ کیلئے اور اپنے ساتھی حضرت ابو بکرؓ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ مکہ شہر سے نکل کر حضورؐ نے ایک پہاڑ کی غار میں جو کہ غارِ ثور کے نام سے مشہور ہے۔ تین دن قیام کے بعد مدینہ کی طرف چلے اس غار ثور کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت ابو بکرؓ کی شان میں فرمایا "ثانی اثنین اذھما فی الغار اسلام نازل ہونے کے تیرہ سال بعد ربیع الاوّل کی 12 تاریخ کو آنحضرتؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ مدینہ شریف پہنچ گئے۔

خلافت کا دور: آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکرؓ پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپؓ اپنے تقویٰ علم ومعرفت دانشمندی و معاملہ فہمی اپنے ایثار و قربانی کی وجہ سے سب صحابہؓ میں افضل تھے اور خلافت کے سب سے زیادہ اہل تھے اگرچہ طبیعت میں نرمی اور منکسر المزاجی بے انتہا تھی لیکن دینی وقار کے معاملہ میں آپ کسی نرمی اور رواداری کے قائل نہ تھے۔ آغاز خلافت سے ہی بعض مشکلات پیش آئیں لیکن آپؐ نے بڑی استقامت اور جرأت وہمت سے ان کا مقابلہ کیا اور ان پر قابو پالیا آنحضرتؐ کی وفات کے بعد کچھ قبائل جن کے دلوں میں ابھی اسلام اچھی طرح رچا نہیں تھا مرتد ہوگئے اور پرانی عصبیت ان پر غالب آگئی۔ انہوں نے خود مختار رہنا پسند کیا۔ اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا بلکہ مدینہ پر حملہ کرنے کی سوچنے لگے حضرت ابو بکرؓ نے خطرہ کو دیکھ کر مناسب انتظامات کئے اور منکرین زکوٰۃ کی اچھی طرح سرکوبی کی۔

بعض لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی نبوت کے جھوٹے دعوے کئے۔ اسود عنسی مسیلمہ کذاب طلیحہ بن خویلد اور ایک عورت سجاح زیادہ معروف ہیں۔ اسود عنسی تو آنحضرتؐ کی زندگی میں ہی قتل کیا گیا۔ باقیوں نے ارتداد کی رو سے فائدہ اٹھاکر قبائل عرب کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے سب کو زیر کیا۔ مسیلمہ کذاب قتل ہوا طلیحہ نے راہِ فرار اختیار کی یہ حضرت ابو بکرؓ کی ہمت اور استقامت ہی تھی جس کے باعث دور دراز کے مرتدین کی بھی سرکوبی ہوئی اور سارا جزیرۂ عرب مسخر ہو کر اسلامی سلطنت میں شامل ہو گیا۔

اندرونی خلفشار کو دور کرنے کے علاوہ حضرت ابو بکرؓ نے پورے عزم کے ساتھ بیرونی دشمنوں کی طرف توجہ کی اور اس زمانہ کی دو عظیم طاقتوں یعنی کسریٰ شاہ ایران اور قیصر روم سے ٹکر لی۔ عراق اور شام کی فتح کی طرف متوجہ ہوئے۔ یرموک کے مقام پر رومی سلطنت سے ایک فیصلہ کن جنگ ہوئی جس نے رومی سلطنت کی تسخیر کے دروازے کھول دئے اور رومیوں کے حوصلے پست کر دیئے۔

حضرت ابو بکرؓ کے دور میں جن فتوحات کا آغاز ہوا ان کی تکمیل خلافت ثانیہ کے دور میں ہوئی۔ ابو بکرؓ کے عہد خلافت کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپؓ نے حفاظت قرآن کا بندوست کیا۔ یوں تو جب اور جتنا قرآن کریم نازل ہوتا آنحضرتؐ اسے لکھوا دیتے۔ قرآن کریم کی ہر سورۃ اور اس کا نام اور اس کی ترتیب پھر سارے قرآن کریم کی ترتیب آنحضرتؐ کے زمانہ میں حکم الٰہی سے عمل میں آچکی تھی لیکن یہ قرآن چمڑے کے ٹکڑوں پتھر کی سلوں اور کھجور کی چھال وغیرہ پر متفرق رنگ میں لکھا ہوا تھا۔ اسی خوف سے کہ مبادا قرآن کریم کی عبارت میں بعد ازاں اختلاف ہو جائے آپ ﷺ نے تمام تحریروں کو جمع کرایا اور حفاظ کی مدد سے سارے قرآن کو یکجا اور محفوظ کر دیا۔

وفات: حضرت ابو بکرؓ نے ایک دن سردی میں غسل کیا جس کی وجہ سے آپ کو بخار ہو گیا اور آپ پندرہ دن بیمار رہے۔ اس زمانہ میں آپ نے حضرت عمرؓ کو امامت کے فرائض ادا کرنے کیلئے مقرر کیا بعد ازاں آپؓ نے اعلان فرمادیا کہ حضرت عمرؓ آپؓ کے بعد جانشین ہوں گے۔

آپ دو سال تین ماہ اور گیارہ دن خلیفہ رہے۔ ۲۲ اگست ۶۳۴ء مطابق ۲۱/ جمادی الآخر ۱۳ھ بروز پیر تریسٹھ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی

طالبان دعا:-

آٹو ٹریڈرز

AutoTraders

16 بینگو لین کلکتہ 700001

دکان-1652-248 ,248-5222

رہائش-0794-243 27-0471

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نسب و ولادت: آپ اشراف قریش میں سے تھے زمانہ جاہلیت میں آپ کے خاندان سے سفارت مخصوص و متعلق تھی۔ یعنی جب قریش کی کسی دوسرے قبیلے سے لڑائی ہوتی تھی تو آپ کے بزرگوں کو سفیر بنا کر بھیجا جاتا تھا۔ یا جب کبھی تفاخر نسب کے اظہار کی ضرورت پیش آتی تو اس کام کیلئے آپ ہی کے بزرگ آگے نکلتے تھے کعب کے دو بیٹے تھے۔ ایک عدی دوسرے مرہ۔ مرہ آنحضرتؐ کے اجداد میں ہیں یعنی آٹھویں پشت میں حضرت عمرؓ کا سلسلہ نسب آنحضرتؐ کے سلسلہ نسب میں مل کر ایک ہو جاتا ہے۔ عمر فاروقؓ کی کنیت ابو حفص تھی آنحضرتؐ نے آپ کو فاروق کے لقب سے ملقب فرمایا تھا۔ آپ ہجرت نبوی سے چالیس سال پہلے پیدا ہوئے۔ لڑکپن میں اونٹوں کے چرانے کا شغل تھا۔ جوان ہونے کے بعد عرب کے دستور کے موافق نسب دانی سپہ گری شہسواری اور پہلوانی کی تعلیم حاصل کی عہد جاہلیت میں بھی اور مسلمان ہونے کے بعد بھی تجارت کا پیشہ کرتے تھے۔

حلیہ فاروقی: فاروق اعظمؓ کی رنگت سفید تھی لیکن سرخی اس پر غالب تھی قد نہایت لمبا تھا پیادہ چلنے میں معلوم ہوتا تھا کہ سوار جا رہے ہیں۔ رخساروں پر گوشت کم تھا۔ داڑھی گھنی۔ مونچھیں بڑی۔ سر کے بال سامنے سے اُڑ گئے تھے۔ ابن عسا کر نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ دراز قد موٹے تازے تھے۔ رنگت میں سرخی غالب تھی۔ گال پچکے ہوئے مونچھیں بڑی تھیں اور ان کے اطراف میں سرخی تھی آپ کی والدہ شریفہ ابو جہل کی بہن تھیں اس رشتے سے آپ ابو جہل کو ماموں کہا کرتے تھے۔

قبولِ اسلام: اسلام کے ابتدائی ایام میں حضرت عمرؓ اسلام سے سخت دشمنی رکھتے تھے ایک دن تلوار لیکر آنحضرتؐ کے قتل کے ارادے سے گھر سے نکلے راستہ میں کسی نے کہا پہلے اپنی بہن کی تو خبر لو۔ وہ مسلمان ہو چکی ہے اس پر فوراً بہن کے گھر کا رخ کیا۔ وہاں پہنچے تو قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی تھی اسے سن کر دل صاف ہو گیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بہت تقویت پہنچی آنحضرتؐ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! عمر کو اسلام میں داخل کر کے مسلمانوں کو تقویت بخش۔ حضرت عمرؓ اور مکہ میں بڑے بڑے لوگ مسلمان ہوتے ہوئے دیکھ کر کفارِ مکہ فکر مند ہوئے اور مسلمانوں پر بیحد ظلم کرنے لگے اور ان کو طرح طرح سے اذیت دینے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر حضورؐ نے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ چونکہ مدینہ میں مسلمان ترقی کر رہے ہیں اور مکہ کے لوگ مسلمانوں کی جان کے دشمن ہو گئے ہیں اس لئے جس مسلمان کا جی چاہے وہ مدینہ چلا جائے حضورؐ کی اجازت پا کر بہت سے مسلمان مدینہ جانے لگے اور حضرت عمرؓ بھی ہجرت کر جانے کیلئے تیار ہو گئے۔

جب حضرت عمرؓ نے مکہ سے ہجرت کا ارادہ کر لیا تو سب سامان لیکر بدن پر ہتھیار سجا کر گھر سے نکلے اور سب سے پہلے خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھی اور اللہ سے دعا مانگی پھر وہاں سے آپ کافروں کے مجمع میں تشریف لائے اور اُن سب کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا کہ آج میں مکہ چھوڑ رہا ہوں اور مدینہ کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس کا جی چاہے آ کر مجھے روک لے مگر جو بھی مجھے روکنے کی ہمت کرے گا وہ موت کیلئے تیار ہو کر آئے یہ سن کر سب کافر خاموش رہے۔ اور کسی نے آپ کو روکنے کی ہمت نہیں کی اور آپ مدینہ روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر آپ نے مدینہ سے باہر ایک بستی میں قیام کیا جس کا نام قباء ہے۔

اخلاق: حضرت عمرؓ بڑی سادہ زندگی بسر کرتے تھے باوجود وسیع سلطنت کے حکمران ہونے کے آپ کے کپڑوں میں کئی پیوند لگے ہوتے تھے دنیاوی عیش و عشرت سے کوئی سروکار نہ تھا خلیفہ بننے کے بعد تجارت کا پیشہ ترک کر دیا اور بیت المال سے دو درہم روزانہ وظیفہ لیتے انتظامی معاملات میں کسی کا لحاظ نہ کرتے۔ عدل و انصاف اور رعایا کی بہبودی کا فکر آپ کی سیرت کی نمایاں خصوصیت ہے۔ رات کو گشت کر کے لوگوں کی ضروریات کا علم حاصل کرتے اور غریبوں بیکسوں اور یتیموں کو فوری امداد پہنچاتے۔ ایک دفعہ دیکھا کہ ایک عورت دردِ زہ میں مبتلا ہے اور کوئی پاس نہیں فوراً گھر آئے اور اپنی بیوی کو ساتھ لیکر گئے تاکہ اس کی دیکھ بھال ہو سکے۔

دورِ خلافت: اپنی خلافت کے دور میں حضرت عمرؓ نے ایران و روم کی سلطنتوں کی طرف فوری توجہ دی اور بڑے صبر آزما حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابیاں عطا کیں۔ ایران اور عراق فتح ہوا۔ پھر شام و مصر فتح ہوئے بیت المقدس جب 17ھ میں فتح ہوا تو رومیوں کی درخواست پر حضرت عمرؓ بنفس نفیس وہاں تشریف لے گئے اور صلح کے معاہدہ پر دستخط کئے اور سب کو امان دی۔

آپؓ کے دورِ خلافت میں سلطنت کی حدود بہت وسیع ہو گئی تھیں مشرق میں افغانستان اور چین کی سرحدوں تک مسلمان فوجیں پہنچ چکی تھیں۔ مغرب میں طرابلس اور شمالی افریقہ تک شمال میں بحر قزدین تک اور جنوب میں حبشہ تک۔ ایک دنیا محو حیرت ہے کہ دس بارہ سال کے قلیل عرصہ میں ایک بے سروسامان قوم کسطرح منظم حکومتوں پر چھا گئی۔ حضرت عمرؓ نے توسیع سلطنت اور فتوحات کے ساتھ ساتھ ملکی انتظام کی طرف بہت توجہ دی ملک کو مختلف صوبوں میں تقسیم کیا اور ہر صوبے میں حاکم صوبہ، فوجی، میر منشی افسر مال۔ پولیس افسر۔ قاضی اور خزانچی مقرر کئے۔ عدالت پولیس اور فوج کے الگ الگ محکمے قائم کئے۔ ڈاک کا انتظام کیا جیل خانے بنائے۔ ٹکسال بنا کر چاندی کے سکے رائج کئے۔ مدینہ میں نیز تمام ضلعی مراکز میں بیت المال قائم کئے۔ فوج کی تنخواہیں اور مستحقین کے وظیفے مقرر کئے اور دفتری نظام کی داغ بیل ڈالی رفاہِ عامہ کے کاموں کے سلسلہ میں بڑے بڑے شہروں میں مسافر خانے تعمیر کرائے مکہ اور مدینہ کے درمیان چوکیاں سرائیں اور حوض تعمیر کرائے اور کئی نہریں کھدوائیں۔ حضرت عمرؓ نے ۹۹ میل لمبی ایک نہر کھدوا کر دریائے نیل کو بحر احمر (بحر قلزم) سے ملا دیا جس سے تجارت کو بہت فروغ ہوا اور مصر کے جہاز براہِ راست مدینہ کی بندرگاہ تک آنے لگے۔

حضرت عمرؓ نے سن ہجری کا آغاز کیا اور اسلامی تقویم (کیلنڈر) کی ابتداء آنحضرتؐ کی ہجرت کے سال سے کی۔

شہادت: ایک دن ایک عیسائی غلام ابو لولؤ نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ میرا آقا مجھ سے روزانہ دو درہم وصول کرتا ہے وہ نقاشی نجاری اور آہنگری میں بڑا ماہر تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے پیشے اور آمدنی کے مدنظر اس رقم کو معقول قرار دیا۔ اس فیصلہ سے ناراض ہو کر اگلے دن اس نے نماز فجر کے وقت خنجر سے آپ پر حملہ کر دیا۔ حضرت عمرؓ ان زخموں سے جانبر نہ ہو سکے۔ اور 26 ذی الحجہ 23ھ کو بروز بدھ تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ وفات کے بعد آپ کو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں حضرت نبی کریمؐ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

ازدواج و اولاد: فاروق اعظمؓ کا پہلا نکاح زمانہ جاہلیت میں زینب بنت مظعون سے ہوا تھا جن کے بطن سے عبد اللہؓ عبد الرحمٰن اکبرؓ اور حضرت حفصہؓ پیدا ہوئیں۔ زینبؓ مکہ میں ایمان لائیں اور وہیں فوت ہوئیں۔ یہ عثمانؓ بن مظعون کی بہن تھیں۔ جو اول المسلمین تھے۔ اور جن کا اسلام لانے والوں میں چودھواں نمبر تھا۔ دوسرا نکاح عہد جاہلیت ہی میں ملیکہ بنت جرول خزاعی سے کیا۔ جس سے عبد اللہ پیدا ہوئے چونکہ یہ بیوی ایمان نہیں لائی۔ اسلئے اس کو 6ھ میں طلاق دے دی۔ تیسری بیوی قریبہ بنت ابی امیہ مخزومی تھی۔ جس سے جاہلیت ہی میں نکاح کیا۔ اور 6ھ میں بعد صلح حدیبیہ اسلام نہ لانے کی وجہ سے طلاق دے دی۔ چوتھا نکاح اسلام میں ام حکیم بنت الحرث بن ہشام مخزومی سے کیا جن کے بطن سے فاطمہ پیدا ہوئیں۔ پانچواں نکاح مدینے میں آنے کے بعد 7ھ میں جمیلہ بنت عاصم انصاری سے کیا جن کے بطن سے عاصم پیدا ہوئے۔ لیکن ان کو بھی کسی وجہ سے طلاق دے دی تھی۔ چھٹا نکاح 7ھ میں ام کلثوم بنت علیؓ بن ابی طالب سے چالیس ہزار مہر پر کیا۔ ان کے بطن سے رقیہ اور زید پیدا ہوئے۔ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن فضیل جو فاروق اعظمؓ کی چچیری بہن تھیں اور فکیہہ یمینیہ بھی فاروق اعظمؓ کی بیویوں میں شمار کی جاتی ہیں۔ فکیہہ کی نسبت بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ وہ لونڈی تھیں۔ ان کے پیٹ سے عبد الرحمٰن اوسط پیدا ہوئے تھے۔

فاروق اعظمؓ کی اولاد میں حضرت حفصہؓ زوجہ رسول اللہ اور حضرت عبد اللہ دو بہت نامور ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ آنحضرتؐ کے ساتھ قریباً تمام غزوات میں شریک رہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

عہد خلافت 644 تا 656

ابتدائی زندگی: حضرت عثمان غنیؓ قریش کے مشہور خاندان بنو امیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا نام عثمان بن عفان آپ کی کنیت ابو عمرو ابو عبد اللہ تھی۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کی کنیت ابو عمرو تھی۔ مسلمان ہونے کے بعد حضرت رقیہؓ سے آپ کے یہاں حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے۔ تو آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہو گئی حضرت عثمان کی نانی آنحضرتؐ کے والد عبد اللہ بن عبد المطلب کی حقیقی بہن تھیں۔ جو حضرت عبد اللہ کے ساتھ توام پیدا ہوئی تھیں۔ اسطرح حضرت عثمانؓ آنحضرتؐ کی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے تھے۔ آپ کو ذوالنورین بھی کہا جاتا تھا کیونکہ آنحضرتؐ کی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئی تھیں۔

شکل و صورت: آپ میانہ قد خوبصورت شخص تھے داڑھی گھنی تھی آپ اس کو حنا سے رنگین رکھتے تھے آپکی ہڈی چوڑی تھی۔ رنگت میں سرخی جھلکتی تھی پنڈلیاں بھری بھری تھیں۔ ہاتھ لمبے لمبے تھے۔ سر کے بال گھونگرالے تھے۔ دونوں شانوں میں زیادہ فاصلہ تھا۔ دانت بہت خوبصورت تھے۔ کنپٹی کے بال بہت نیچے تک آئے ہوئے تھے۔ حضرت عبد اللہ حزم کا قول ہے کہ میں نے حضرت عثمان سے زیادہ خوبصورت کسی مرد یا عورت کو نہیں دیکھا۔

فضائل: آپ خُلق حیا میں خاص طور پر ممتاز تھے۔ حضرت زید بن ثابتؓ کا قول ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عثمانؓ میرے پاس سے گذرے تو مجھ سے ایک فرشتے نے کہا کہ مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ کیونکہ قوم ان کو قتل کر دے گی۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس طرح عثمان خدا اور اس کے رسولؐ سے حیا کرتے ہیں فرشتے اُن سے حیا کرتے ہیں۔ حضرت امام حسنؓ سے حضرت عثمان غنی کی حیا کا ذکر آیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر کبھی حضرت عثمانؓ نہانا چاہتے تو دروازہ کو بند کر کے کپڑے اتارنے میں اسقدر شرماتے کہ پشت سیدھی نہ کر سکتے تھے آپ ذو ہجر تین تھے یعنی آپ نے حبش کی ہجرت بھی کی اور مدینہ کی بھی۔ آپ شکل و شمائل میں آنحضرتؐ سے بہت مشابہ تھے۔ آنحضرتؐ نے قبل از بعثت اپنی بیٹی رقیہؓ

کی شادی حضرت عثمانؓ سے کردی تھی۔ جب جنگ بدر کے روز وہ فوت ہو گئیں تو آنحضرتؐ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثومؓ کی شادی آپ سے کردی اس لئے آپ ذو النورین کے خطاب سے مشہور ہیں۔ ام کلثومؓ بھی 9ھ میں فوت ہو گئیں سوائے حضرت عثمان غنیؓ کے اور کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں گذرا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں رہی ہوں۔ مناسک حج سب سے بہتر حضرت عثمانؓ جانتے تھے آپ کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عثمان غنیؓ چوتھے مسلمان تھے یعنی آپ سے پیشتر صرف تین شخص ایمان لا چکے تھے۔

آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تحریک سے مسلمان ہوئے تھے آپ صحابہؓ کرام میں بہت مال دار تھے۔ اور اسی طرح سب سے زیادہ سخی اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے تھے۔ آپ حضرت رقیہؓ کی سخت علالت کے سبب جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور آنحضرتؐ کی اجازت و حکم کے موافق مدینہ منورہ میں رہے تھے۔ لیکن جنگ بدر کے مال غنیمت میں سے آپ کو اسی قدر حصہ ملا جس قدر شرکاء جنگ کو ملا اور آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عثمان کو اصحاب بدر میں شامل سمجھنا چاہئے۔ چنانچہ اصحاب بدر میں آپ کا شمار کیا جاتا ہے آپ صحابہؓ کرام میں کثرت عبادت کیلئے خصوصی شہرت رکھتے تھے۔ رات بھر کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے۔ اور بہت روزے رکھا کرتے تھے۔ مسجد نبویؐ کی بغل میں ازواج مطہرات کیلئے کچھ زمین آپ نے اپنے خرچ سے خریدی تھی۔

ایک سال مدینہ میں قحط پڑا۔ تو آپ نے تمام محتاجوں کو غلہ دیا مسلمان جب مدینہ میں آئے تو پانی کی وہاں سخت تکلیف تھی۔ ایک یہودی کا کنواں تھا وہ پانی نہایت گراں فروخت کرتا تھا۔ آپ نے وہ کنواں اس یہودی سے 35ہزار درہم کو خرید کر وقف کردیا۔ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ مسلمان ہونے کے بعد ہر ہفتے ایک غلام خرید کر آزاد کردیا کرتے تھے آپ نے کبھی اپنے مال دار ہونے پر فخر نہیں کیا اور زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب نہیں پی۔ آپ حدیث نبوی کو نہایت عمدگی اور احتیاط سے روایت کیا کرتے تھے آپ نے جنگ تبوک کے واسطے ساڑھے چھ سو اونٹ اور پچاس گھوڑے راہ خدا میں پیش کئے عہد جاہلیت میں آپ امرائے مکہ میں شمار ہوتے تھے۔

عہد خلافت: حضرت عمرؓ نے وفات سے قبل چھ صحابہؓ کو نامزد کیا اور فرمایا کہ میری وفات کے بعد آپس میں مشورہ کر کے اپنے میں سے کسی ایک کو امیر المؤمنین منتخب کریں وہ چھ افراد یہ تھے حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ بن عوام۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص۔ اکثر صحابہؓ کی رائے حضرت عثمانؓ کے حق میں تھی اسلئے ان کے انتخاب کا اعلان کر دیا گیا۔

حضرت عثمانؓ کے عہد میں فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ آرمینیہ افریقہ اور قبرص کے علاقے سلطنت میں شامل ہوئے اسی طرح وسط ایشیا کے بہت سے علاقے فتح ہوئے۔ گویا سلطنت کی حدود وسط ایشیا سے لیکر شمالی افریقہ کے مغربی کنارے تک پھیل گئیں۔ فتوحات کے ساتھ ساتھ استحکام سلطنت کا کام بھی جاری رہا۔ بحری فوج اور بیڑے کا قیام بھی حضرت عثمانؓ کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے قرآن کریم کی حفاظت کے پیش نظر حضرت ابو بکرؓ والے نسخہ کی نقول تیار کروائیں۔ اور ان کی اشاعت سارے عالم اسلام میں کی اس کی ضرورت اسلئے پیش آئی کہ بعض علاقوں میں اختلاف قرآت دیکھا گیا۔ اہل بصرہ اہل کوفہ اہل حمص آیات کو الگ الگ رنگ میں پڑھتے حضرت عثمانؓ نے اہل مکہ کی قرآت کو بہترین قرار دیا اور اسی کے مطابق قرآن کریم کی اشاعت کی گئی۔

اور قریش کا رسم الخط اختیار کیا گیا عرب کے مختلف علاقوں نیز غیر عرب قوموں کے میل جول کے باعث لب ولہجہ اور قرآت کے فرق سے یہ اندیشہ ہو سکتا تھا کہ کہیں تحریف کا راستہ نہ کھل جائے۔ حضرت عثمان نے ہمیشہ کیلئے اس راستہ کو مسدود کردیا۔

شہادت: بلوائیان مصر نے جب مدینہ منورہ میں دوبارہ واپس آکر خط لوگوں کو دکھایا اور حضرت عثمان غنیؓ نے حلفیہ اس خط سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو عبد الرحمٰن بن عدیس نے جو بلوائیوں کا سرغنہ تھا۔ کہا کہ تم اپنے اس قول اور حلف میں جھوٹے ہو تب بھی اور سچے ہو تب بھی تمہارا خلیفہ رکھنا کسی طرح جائز نہیں کیونکہ اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو جھوٹے کو مسلمانوں کا خلیفہ نہیں ہونا چاہئے۔ اور اگر سچے ہو تو ایسے ضعیف خلیفہ کو جس کی اجازت و اطلاع کے بغیر جو جس کا بھی چاہے حکم لکھ کر بھیج دے خلیفہ نہیں رکھنا چاہئے۔ عبد الرحمٰن بن عدیس نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ آپ خود ہی خلافت کو چھوڑ دیں۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ میں اس کرتے کو جس کو خدا نے مجھے پہنایا ہے خود نہیں اتاروں گا۔ یعنی خلافت کے منصب کو خود نہیں چھوڑوں گا۔ اس کے بعد بلوائیوں نے ان کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور سختی شروع کی۔ جب خلیفۂ وقت پر پانی بھی بند کردیا گیا اور پانی کی نایابی سے تکلیف و اذیت ہوئی تو حضرت عثمان اپنے مکان کی چھت پر چڑھے اور اپنے حقوق جتائے اور اپنا سابق الایمان ہونا بھی لوگوں کو یاد دلایا۔ اس تقریر کا بلوائیوں پر کچھ اثر ہوا کہ ان میں سے اکثر یہ کہنے لگے کہ بھائی اب ان کو جانے دو اور ان سے درگزر کرو لیکن اتنے میں مالک بن اشتر آگیا۔ اس نے لوگوں کے مجمع کو پھر سمجھایا کہ دیکھو کہیں دام فریب میں نہ آجانا۔ چنانچہ لوگ پھر مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ بلوائیوں کو جب یقین ہو گیا کہ ممالک اسلامیہ سے جو فوجیں آئیں گی وہ ضرور حضرت عثمان غنیؓ کی حامی اور ہماری مخالف ہوں گی تو انہوں نے یعنی ان کے سرداروں نے حضرت عثمان غنیؓ کے شہید کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا انہیں ایام میں حضرت عائشہؓ نے حج کا ارادہ کیا اور اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کو بلوایا کہ وہ ہمارے ساتھ چلیں تو محمد بن ابی بکرؓ نے ان کے ساتھ جانے سے صاف انکار کردیا۔ کیونکہ وہ بلوائیوں کے ساتھ شیر و شکر ہو رہے تھے حضرت حنظلہؓ کاتب وحی نے کہا کہ تم ام المومنینؓ کے ساتھ نہیں جاتے اور سفہائے عرب کی پیروی کرتے ہو یہ تمہاری شان کے بعید ہے۔ محمد بن ابی بکرؓ نے ان کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر حنظلہؓ کوفہ کی طرف چلے گئے۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور دوسرے صحابیوں نے اپنے دروازے بند کر لئے تھے نہ گھر سے باہر نکلتے تھے نہ کسی سے ملتے تھے حضرت ابن عباسؓ نے عثمان غنیؓ کے دروازے پر موجود رہ کر بلوائیوں کا مقابلہ کیا اور اُن کو روکا لیکن اُن کو حضرت عثمانؓ نے امیر الحاج بنا کر باصرار مکہ روانہ کیا ورنہ وہ فرماتے تھے مجھ کو ان بلوائیوں سے جہاد کرنا حج کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ حسن بن علیؓ عبداللہ بن زبیرؓ محمد بن طلحہؓ سعید بن العاصؓ نے دروازہ کھولنے سے بلوائیوں کو روکا اور لڑ کر ان کو پیچھے ہٹا دیا۔

لیکن حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں کو قسمیں دیکر لڑنے سے روکا اور گھر کے اندر بلا لیا بلوائیوں نے دروازہ میں آگ لگا دی اور اندر گھس آئے ان لوگوں نے ان کو پھر مقابلہ کر کے باہر نکال دیا۔ اس وقت حضرت عثمان غنیؓ قرآن شریف پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْجَمَعُوْالَکُمْ فَاخْشَوْاھُمْ فَزَادَھُم اِیْمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل۔

ترجمہ:۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو لوگوں نے آکر خبر دی کہ مخالف لوگوں نے تمہارے ساتھ لڑنے کیلئے بھیڑ جمع کی ہے ذرا ان سے ڈرتے رہنا۔ تو اس خبر کو سن کر ان کے ایمان اور بھی مضبوط ہو گئے اور بول اٹھے کہ ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے) تو حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا کہ رسول اللہؐ نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے میں اسی عہد پر قائم ہوں اور تم ہرگز ان بلوائیوں کا مقابلہ اور ان سے قتال بالکل نہ کرو۔ حضرت حسن بن علیؓ کو حکم دیا کہ تم بھی اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ۔ لیکن انہوں نے جانا پسند نہ کیا اور دروازہ پر بلوائیوں کو روکتے رہے۔

مغیرہ بن الاخنسؓ یہ حالت دیکھ کر تاب نہ لاسکے اپنے چند ہمراہیوں کو لیکر بلوائیوں کے مقابلہ پر آئے اور لڑ کر شہید ہوئے اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ بھی یہ کہتے ہوئے یَاقَوْمِ مَالِیْ اَدْعُوْکُمْ اِلَی النَّجَاۃ وَتَدْعُوْنَنِیْ اِلَی النَّارِ (لوگو! مجھے کیا ہوا ہے کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو) بلوائیوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت عثمان غنیؓ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے باصرار حضرت ابوہریرہؓ کو واپس بلوایا اور لڑائی سے باز رہنے کا حکم دیا اسی عرصہ میں حضرت عبداللہ بن سلام تشریف لائے۔ انہوں نے بلوائیوں کو سمجھانا اور فتنہ سے باز رکھنا چاہا لیکن بجائے اس کے کہ ان کی نصیحت کا بلوائیوں پر کچھ اثر پڑتا وہ عبداللہ بن سلام سے بھی لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے مکان میں جس قدر آدمی تھے ان میں سے کچھ تو چھت پر چڑھے ہوئے تھے اور باغیوں کی کوشش اور نقل و حرکت کے نگران تھے۔ کچھ لوگ دروازہ پر تھے اور باہر سے داخل ہونے اور گھسنے والے بلوائیوں کو اندر آنے سے روک رہے تھے حضرت عثمان غنیؓ اور ان کی بیوی گھر میں تھے۔

بلوائیوں نے ہمسائے کے گھر میں داخل ہو کر اور دیوار کود کر حضرت عثمانؓ پر حملہ کیا سب سے پہلے محمد بن ابی بکرؓ حضرت عثمانؓ کے قریب پہنچے اور ان کی داڑھی پکڑ کر کہا کہ اے نعثل لمبی داڑھی والے خدا تجھ کو رسوا کرے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں نعثل نہیں بلکہ عثمان امیر المؤمنین ہوں محمد بن ابی بکرؓ نے کہا تجھ کو اس بڑھاپے میں بھی خلافت کی ہوس ہے حضرت عثمانؓ نے کہا کہ تمہارے باپ ہوتے تو وہ میرے اس بڑھاپے کی قدر کرتے اور میری اس داڑھی کو اسطرح نہ پکڑتے محمد بن ابی بکرؓ یہ سن کر کچھ شرما گئے اور داڑھی چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ اُن کے واپس جانے کے بعد بدمعاشوں کا ایک گروہ اسی طرف سے دیوار کود کر اندر آیا۔ کنانہ بن بشیر نے آتے ہی حضرت عثمان غنیؓ پر تلوار چلائی۔ ان کی بیوی نائلہ نے فوراً آگے بڑھ کر تلوار کو ہاتھ سے روکا۔ ان کی انگلیاں کٹ کر الگ جا پڑیں پھر دوسرا وار کیا جس سے آپ شہید ہو گئے اس وقت آپ قرآن کی تلاوت میں مصروف تھے خون کے قطرات قرآن شریف کی آیت پر گرے فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ عمر بن عمق نے آپ پر نیزے سے نو زخم پہنچائے۔

تین دن کے بعد حضرت علیؓ کی اجازت سے آپؓ کو دفنایا گیا حضرت عثمان غنیؓ 82 سال کی عمر میں 12 سال خلافت کر کے فوت ہوئے جنت البقیع کے قریب مدفون ہوئے۔

ارشاد نبویؐ

خَیرُ الزَّادِ التَّقویٰ

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

عہد خلافت 656 تا 661ء

پیدائش: حضرت علیؓ کی عمر رسول کریمؐ کے اعلان نبوت کے وقت دس گیارہ سال تھی۔ آپ کے دو بھائی اور کئی بہنیں تھیں۔ اگرچہ حضرت ابو طالب مکہ کے سرداروں میں سے تھے مگر آپ بہت غریب تھے۔ جب حضرت علیؓ 6-7 سال کے ہوئے تو مکہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگ بھوکوں مرنے لگے حضرت ابو طالب کیلئے اتنے بڑے گھر کا پیٹ پالنا مشکل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی آپؐ چاہتے تھے کہ کسی طرح ان کی مدد کریں۔ اس لئے آپؐ نے اپنے دوسرے چچا حضرت عباسؓ سے کہا کہ ہم دونوں ابو طالب سے ایک ایک بچہ لے لیتے ہیں۔ دونوں ابو طالب کے پاس گئے حضرت جعفرؓ کو حضرت عباسؓ نے اپنے پاس رکھ لیا اور حضرت علیؓ کو رسول اللہؐ اپنے ساتھ لے آئے اس وقت سے اپنی شادی تک حضرت علیؓ آپ کے گھر میں ہی رہتے تھے۔

نام و نسب: علی بن ابی طالب بن عبد المطلب آنحضرتؐ نے آپ کو ابو الحسن اور ابو تراب کی کنیت سے مخاطب فرمایا آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا آپ پہلی ہاشمیہ تھیں کہ خاندان ہاشمیہ میں منسوب ہوئیں اسلام لائیں اور ہجرت فرمائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرتؐ کی بیٹی کے شوہر تھے۔ آپؐ میانہ قد مائل بہ پستی تھے۔ دوہرا بدن سر کے بال کسی قدر اڑے ہوئے۔ باقی تمام جسم پر بال اور گھنی داڑھی گندم گوں تھے۔ بازو بہت مضبوط تھے اور آپ میں طاقت بہت تھی اور آنکھیں موٹی اور بڑی تھیں۔

قبول اسلام: جب رسول اللہؐ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا تو حضرت ابو بکرؓ حضرت خدیجہؓ اور حضرت زیدؓ کے ساتھ حضرت علیؓ بھی آپؐ پر فوراً ایمان لے آئے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں کہ "میں عمر میں بہت چھوٹا ہوں۔ میری آنکھیں بیماری کی وجہ سے دکھتی ہیں۔ میری ٹانگیں دبلی پتلی ہیں مگر میں آپ کا ساتھ دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔ میں آپؐ کے کام میں آپ کی مدد کرتا رہوں گا۔

اس وقت آپ صرف دس گیارہ سال کے تھے اس طرح آپ بچوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔

حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے اتوار کے دن اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا اور اس سے اگلے ہی روز حضرت علیؓ مسلمان ہو گئے۔

مسلمان ہونے کے چند دنوں بعد کی بات ہے ایک دفعہ رسول اللہؐ اور حضرت علیؓ مکہ کی ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے تو ابو طالب وہاں سے گزرے ان کو نماز پڑھتے دیکھ کر بہت حیران ہوئے جب یہ دونوں نماز پڑھ چکے تو پوچھا تم دونوں یہ کیا کر رہے تھے؟ رسول کریمؐ نے بتایا کہ ہم حضرت ابراہیمؑ کے مذہب اور خدا کے دین کے مطابق عبادت کر رہے تھے۔ حضورؐ نے ابو طالب کو بھی مسلمان ہونے کیلئے کہا۔ ابو طالب نے باپ دادا کا مذہب چھوڑنا پسند نہ کیا مگر یہ ساتھ ہی حضرت علیؓ کو نصیحت کی۔

"بیٹا! تم بے شک محمدؐ کا ساتھ دو۔ مجھے پتہ ہے کہ وہ تمہیں سوائے نیکی کے اور کوئی کام نہیں بتائے گا"۔

جسے رسول اللہؐ جیسا استاد مل جائے وہ پھر اچھا کیوں نہ بنتا۔ حضرت علیؓ ہر وقت رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر رہتے۔ جو لوگ اسلام سے متعلق پوچھنے کیلئے رسول اللہ کے پاس آتے۔ اُن کی خدمت کرتے۔ جب تک رسول کریم ﷺ مکہ میں رہے حج کے دنوں میں سارے عرب سے آنے والے لوگوں کے پاس جاتے انہیں اسلام کی باتیں بتاتے اور بہت دفعہ حضرت علیؓ بھی آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔

اُن دنوں مکہ میں تین بڑے میلے لگتے تھے جہاں لوگ باہر سے آکر اپنی چیزیں بیچتے تھے۔ رسول کریمؐ حضرت علیؓ کو ساتھ لیکر ان میلوں میں آنے والے لوگوں سے ملتے اور انہیں اسلام کی تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اس طرح ہر وقت ساتھ رہنے سے آپ اسلام سے متعلق ساری باتیں اچھی طرح سمجھ گئے اور خود بھی لوگوں کو اسلام کے متعلق بتانے کے قابل ہو گئے۔ اس زمانے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت علیؓ کہا کرتے تھے۔

"میں رسول اللہؐ کے پیچھے پیچھے یوں رہتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ اونٹنی کے پیچھے پیچھے رہتا ہے"۔

مکہ میں تیرہ سال: رسول اللہؐ نبی بننے کے بعد تیرہ سال تک مکہ میں رہے حضرت علیؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ ان تیرہ سالوں میں مسلمانوں نے بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ کافر مسلمانوں کو گالیاں دیتے۔ مارتے۔ بھوکا پیاسا رکھتے۔ حضرت علیؓ نے بھی باقی مسلمانوں کی طرح گالیاں سنیں۔ ماریں کھائیں بھوکے اور پیاسے رہے۔ مگر آپ کا ساتھ دینے کا جو وعدہ انہوں نے رسول اللہؐ سے کیا تھا اسے ہر حالت میں پورا کیا۔

ہجرت: جب کافروں کے ظلم زیادہ ہو گئے اور انہوں نے رسول اللہؐ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تو خدا تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے جائیں اکثر مسلمان پہلے ہی ایک ایک دو دو کر کے مدینہ جا چکے تھے۔ ایک رات کافروں نے حضور ﷺ کے گھر کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ ان کا ارادہ تھا کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے آپ ﷺ کو قتل کر دیں۔ رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لیٹنے کا حکم دیا اور کہا کہ وہ ان چیزوں کو جنہیں بعض لوگوں نے آپ کے پاس امانت رکھوایا ہوا تھا ان کے مالکوں کو واپس کر کے مدینہ آجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کر دیا کہ کافروں کو پتہ بھی نہیں چلا اور رسول اللہؐ گھر سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ساتھ لیکر مکہ سے تین میل شمال کی طرف غار ثور میں چھپ گئے۔

حضرت علیؓ بڑی ہمت اور بہادری کے ساتھ ساری رات حضورؐ کے بستر پر لیٹے رہے اور کافر یہ سمجھتے رہے کہ رسول اللہؐ سو رہے ہیں صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ کو قتل کرنے کیلئے گھر کے اندر گھس آئے جب انہوں نے چادر اٹھائی تو حضورؐ کی جگہ حضرت علیؓ کو دیکھ کر بہت مایوس ہوئے اور غصے میں آکر آپ کو بہت مارا۔ اور پوچھنے لگے کہ حضورؐ کس طرف گئے ہیں۔ لیکن سخت مار کھانے پر بھی آپ نے اپنی زبان سے ایک لفظ نہ نکالا۔ حضرت علیؓ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق لوگوں کی چیزیں انہیں واپس کر کے مدینہ کی طرف چل پڑے اور ابھی حضورؐ مدینہ نہیں پہنچے تھے کہ قبا نامی گاؤں میں رسول اللہؐ سے جا ملے۔

قبا میں رسول اللہؐ نے ایک مسجد بنوائی جس کے بنانے میں حضرت علیؓ نے بھی حصہ لیا۔ ایک ہفتہ یہاں ٹھہرنے کے بعد آپ رسول اللہؐ کے ساتھ مدینہ گئے مکہ کے مسلمان بڑی مشکل سے اپنی جانیں بچا کر مدینہ پہنچے تھے ہجرت کرتے وقت وہ اپنے ساتھ کچھ بھی نہ لا سکے تھے۔ رسول اللہؐ نے مہاجرین اور مدینہ کے انصار میں سے ایک ایک کو آپس میں بھائی بھائی بنایا تاکہ ایک دوسرے سے پیار بڑھے اور مہاجرین کی مصیبت کے وقت انصار ان کی مدد کر سکیں جب سب بھائی بھائی بن چکے تو حضورؐ نے فرمایا "علیؓ کو میں اپنا بھائی بناتا ہوں"۔

جنگوں میں شرکت: ہجرت کے بعد جب کافروں نے مدینہ میں بھی مسلمانوں کا پیچھا نہ چھوڑا تو خدا تعالیٰ نے رسول کریم کو اجازت دی کہ اگر کافر ان پر حملہ کریں تو وہ بھی ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

جنگ بدر میں مسلمانوں کا جھنڈا حضرت علیؓ کو دیا گیا اور اس کی حفاظت آپ کے سپرد ہوئی جنگ میں عرب کے رواج کے مطابق پہلے اکیلے اکیلے آدمی کا مقابلہ ہوا۔ کافروں کے تین مشہور بہادروں نے سامنے آکر مسلمانوں کو مقابلہ کیلئے بلایا انصار میں سے تین آدمی ان کے مقابلہ کیلئے آگے بڑھے لیکن مکہ کے کافروں نے ان سے مقابلہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر آنحضرتؐ نے اپنے تین رشتہ داروں حضرت حمزہؓ۔ حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ کو حکم دیا کہ وہ ان کے مقابلہ کیلئے میدان میں جائیں۔ تینوں مقابلہ کیلئے نکلے حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے اپنے مد مقابل ولید اور عتبہ کو مار دیا اور پھر جا کر شیبہ کو مارنے میں حضرت عبیدہؓ کی مدد کی۔

3ھ میں اُحد کی لڑائی ہوئی۔ حضرت علیؓ اس میں بھی شامل ہوئے۔ مسلمانوں کا جھنڈا اس دفعہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے پاس تھا جب وہ شہید ہو گئے تو اس سے پہلے کہ جھنڈا گرتا حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا۔

4ھ میں ایک یہودی قبیلہ بنو نضیر سے لڑائی ہوئی۔ اس میں بھی حضرت علیؓ شامل ہوئے اور بہت بہادری سے لڑے۔

5ھ کو جنگ خندق میں بھی حضرت علیؓ شامل ہوئے تھے۔ آپ آنحضرتؐ کی اجازت سے کفار کے سردار عمر بن عبدود کے ساتھ مقابلہ کیا تھا۔ اور رسول اللہؐ نے آپ کو اپنی تلوار دی اور آپ کے جیتنے کیلئے دعا کی۔ آخر میں حضرت علیؓ نے عمرو کو مار گرایا۔

شعبان 6ھ میں رسول اللہؐ نے آپ کو فوج کا سردار بنا کر بنو سعید بن بکر کے خلاف فدک بھجوایا اس لڑائی میں بھی حضرت علیؓ نے فتح پائی۔

7ھ میں خیبر میں مسلمانوں کا یہودیوں کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ اس لڑائی میں ایک دن کے بعد رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ کو بلا کر جھنڈا دیا اور خیبر پر حملہ کرنے کا حکم دیا اُن دنوں حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ آپؐ نے دعا کر کے اپنے منہ کا لعاب اُن کی آنکھوں میں لگایا۔ جس سے آپ کی آنکھیں اسی وقت ٹھیک ہو گئیں۔ حضرت علیؓ نے شام سے پہلے پہلے خیبر کو فتح کر لیا۔ اور فاتح خیبر کہلائے۔ اس موقعہ پر رسول اللہؐ نے آپ کو "اسد اللہ الغالب" یعنی خدا کا شیر کہا۔

رمضان 8ھ میں مکہ فتح ہوا اس موقع پر مہاجرین کا جھنڈا حضرت علیؓ کے پاس تھا۔

فتح مکہ کے بعد حنین کی لڑائی 8ھ میں شوال کے مہینے میں ہوئی دشمن نے بڑا سخت حملہ کیا بہت سے مسلمان فوجیوں کے قدم اکھڑ گئے۔ حضرت علیؓ اور بعض اور صحابہ ایسے مشکل وقت میں بھی میدان میں ڈٹے رہے۔ اس جنگ میں کافروں کا جرنیل آپ ہی کے ہاتھوں مرا۔

اسی جنگ پر جاتے ہوئے حضورؐ نے حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنے نائب کے طور پر چھوڑا۔ حضرت علیؓ کو مدینہ رہ جانے پر بہت صدمہ ہوا۔ مگر حضورؐ کے حکم سے انکار بھی نہ کر سکتے تھے۔ حضورؐ نے جب دیکھا کہ آپ اُداس ہیں تو آپ کو کہا۔

"علی تم غم نہ کرو۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام سفر پر جاتے ہوئے اپنے بھائی ہارون کو اپنی جگہ قائم مقام بنا جاتے تھے اسی طرح میں بھی تمہیں قائم مقام بنا کر جا رہا ہوں"۔

10ھ میں رسول اللہؐ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ حج کیلئے روانہ ہوئے حضورؐ کے اس سفر میں حضرت علیؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے یہ رسول اللہؐ کا آخری حج تھا اسی لئے اسے حجۃ الوداع کہتے ہیں۔

عہد خلافت: حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے اس وقت حالات بہت ناموافق تھے۔ عوام کا مطالبہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلہ لیا جائے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی اسی خیال کے مؤید تھے لیکن حضرت علیؓ محسوس کرتے تھے کہ باغیوں کا اس وقت بہت زور ہے جب تک امن و سکون نہ ہو

باقی صفحہ (13) کالم (3) پر ملاحظہ فرمائیں —

رپورٹ جلسہ ہائے یوم مسیح موعود علیہ السلام

سورو (اڑیسہ)۔ مورخہ 23.3.2000 بمقام احمدیہ مسجد خاکسار کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا کل ۸ افراد نے سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ بعد ازاں خاکسار نے صدارتی خطاب کیا اور دعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ (شیخ علاؤ الدین مبلغ سلسلہ سورو۔ سرکل انچارج بھدرک زون)

بچہ گائوں یوپی:۔ الحمد للہ جماعت احمدیہ بچھ گاؤں میں پہلی بار یوم مسیح موعود کا جلسہ مورخہ 23.3.2000 کو بعد نماز مغرب زیر صدارت مکرم رحمت علی صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک عزیز نور الدین خان نے کی نظم عزیز مہدی حسن نے پڑھی پہلی تقریر خاکسار کمال الدین خان نے کی جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض وغایت بیان کی گئی آخری تقریر و صدارتی خطاب کے بعد ایک دلچسپ کوئز کا پروگرام رکھا گیا جس میں حضرت مسیح موعودؑ سے متعلق مختلف سوالات کئے گئے اول دوم اور سوم آنے والے گروپ کو انعام بھی دیا گیا۔ (کمال الدین خان معلم وقف جدید بیرون)

بھدرواہ:۔ 26 مارچ 2000 کو بروز اتوار بعد نماز ظہر مسجد احمدیہ بھدرواہ میں جلسہ یوم مسیح موعود زیر صدارت مکرم غلام احمد صاحب قادر مبلغ سلسلہ منعقد کیا گیا جلسہ کی پہلی تقریر مکرم محمد اقبال صاحب ملک نے کی 23 مارچ کی اہمیت کے بارے میں احباب کو روشناس کرایا۔ جلسہ کی دوسری تقریر محمد شریف صاحب منڈاشی نے کی تیسری اور آخری تقریر مولانا غلام احمد صاحب قادر مبلغ سلسلہ نے کی اور دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (نذیر احمد منڈاشی صدر جماعت احمدیہ بھدرواہ)

سورب (کرناٹک) سورب میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ مورخہ 2 اپریل بروز اتوار بعد نماز مغرب وعشاء منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت مکرم ایم نور احمد صاحب صدر جماعت نے کی۔ ظہور امام مہدی علیہ السلام کے موضوع پر مکرم ایم محمد احمد صاحب زعیم انصار اللہ اور سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر مکرم ایم رشید احمد صاحب قائد مقامی اور حضرت مسیح موعودؑ کی محبت الٰہی عشق رسول اور شفقت علی خلق اللہ کے موضوع پر خاکسار ایس ناصر احمد نے تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم ایم عبد الحمید صاحب نے سامعین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اقتباسات پڑھکر سنائے بعدہ ظہور امام مہدیؑ کے عنوان پر مکرم ایم بشیر احمد صاحب نے کنڑ زبان میں تقریر کی۔ صدارتی خطاب کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے تعلق میں کوئز پروگرام کیا گیا صحیح جواب دینے والوں کو انعامات دیئے گئے۔

(ایس ناصر احمد معلم وقف جدید اندرون سورب۔ کرناٹک)

براٹ نگر (نیپال) 23 مارچ بمقام براٹ نگر مشن (نیپال) جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا خاکسار کی زیر صدارت تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا بعد ازاں تقاریر مکرم شعیب عالم صاحب اور خاکسار نے کیں دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس موقع پر خاکسار لوکل صدر جماعت کے ہمراہ براٹ نگر قید خانہ گیا قیدیوں سے ملکر ان کے حالات دریافت کئے خورد ونوش کے سامان دیئے گئے پھر اٹہری کے یتیم خانہ گئے اور بچوں میں مٹھائیاں تقسیم کیں۔ (ایوب علی خان مبلغ اٹہری نیپال)

چنتہ کنٹہ:۔ (آندھرا) مورخہ 23 مارچ بروز جمعرات زیر صدارت محترمہ بشریٰ نثار صاحبہ و محترمہ بدر النساء صاحبہ جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کیا گیا۔ جلسہ میں شرکت کرنے والی مقامی اور وڈمان کی ممبران کی کل تعداد 80 رہی۔

محترمہ بدر النساء بیگم صاحبہ عزیزہ مبارکہ نسرین عزیزہ صادقہ بیگم عزیزہ فرحین بیگم محترمہ نسیم النساء بیگم آف وڈمان عزیزہ ریشمہ بیگم محترمہ بشریٰ جبین صاحبہ محترمہ صادقہ بیگم اور خاکسار یاسمین لئیق نے مختلف عناوین کے تحت تقاریر کیں۔ آخر میں محترمہ بشریٰ نثار صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ نے اختتامی خطاب فرمایا اور جلسہ میں شرکت کرنے والی تمام لجنہ وناصرات چنتہ کنٹہ وڈمان کا شکریہ ادا کیا۔ محترمہ بدر النساء بیگم صاحبہ نے اجتماعی دعا کروائی اس طرح جلسہ کی کارروائی اختتام کو پہنچی۔ (یاسمین لئیق جنرل سیکرٹری)

پونچھ (جموں) مورخہ 31.3.2000 جلسہ یوم مسیح موعود اور مصلح موعود دونوں اسی روز منعقد کئے گئے۔ پہلی تقریر عزیزم محمد ایوب صاحب معلم نے کی دوسری تقریر وقت کی رعایت کے پیش نظر خاکسار بشارت احمد محمود نے کی ناچیز نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر حسب استطاعت روشنی ڈالی۔ آخر پر محترم چوہدری شمس الدین صاحب نے صدارتی خطاب فرمایا آپ نے جماعت کو متوجہ فرمایا کہ ہمیں ایک جان ہو کر جماعت کے کاموں میں لگ جانا چاہئے اور پیار و محبت کی فضا میں مل جل کر کام کرنا چاہئے۔

(بشارت احمد محمود خادم سلسلہ حال مقیم پونچھ)

قبولیت دعا کا نشان

پیارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر:۔

اگر ہر بال ہو جائے سخنور
تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

میرے لبوں پر آرہا ہے اور میں سوچتی ہوں کہ بارگاہ الٰہی میں ہدیہ تشکر پیش کرنے کا اس سے بہتر اسلوب کوئی نہیں تاہم میں اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ساتھ اس کے حضور شکر گزار ہوں کہ اس کے خاص فضل و کرم نے مجھے بڑے ابتلاء سے بچالیا اور میرا ٹیومر کا آپریشن ہوتے ہوتے رہ گیا۔ جس کے لئے میں رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب آف حیدر آباد کے ہسپتال میں داخل ہوئی۔ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف نے نہایت توجہ و دُعا کے ساتھ میرے علاج اور تشخیص کی طرف رہنمائی کی بلاشبہ یہ قبولیت دعا کا ایک نشان تھا جو پیارے اللہ نے دکھایا اور ہم سب کے لئے تقویت و ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔ الحمد للہ

اللہ کے احسانات و فضل و کرم کو پاکر جہاں دل شکر سے بھر جاتا ہے وہاں اس کے بندوں کا شکریہ ادا کرنا بھی فرض سمجھتی ہوں۔ اور اس ضمن میں سر فہرست ہمارے پیارے اور مقدس امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیمتی دعائیں ہیں جو خدا کے فضلوں کو جذب کرنے میں زبردست محرک رہیں۔

اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و تندرستی کے ساتھ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے اور ہمیں ہمیشہ حضور کا فدائی و اطاعت گزار خادم بنائے رکھے۔ آمین۔

خاندان مسیح پاکؑ کے افراد و خواتین خصوصاً محترم صاحبزادہ میاں وسیم احمد صاحب آپا جان محترمہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ اسی طرح جماعت احمدیہ عالمگیر کے تمام افراد کی تہ دل سے شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ سب کو احسن رنگ میں اس حسن سلوک کا بڑھ چڑھ کر صلہ دے اور ان کی دعاؤں کو قبول فرما کر اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر شفا بخشی۔ الحمد للہ۔ (خادمہ دین فرحت الہ دین حیدر آباد)

بقیہ صفحہ: (11)

بابرکت دور کی اِن الٰہی برکات و فیوض کو اب دنیا کی کوئی طاقت جماعت احمدیہ سے چھین نہیں سکتی۔ چنانچہ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اب آسمان سے جب خدا کی رحمتوں کی بارش ہو تو چھتریاں تو اُسکو روک نہیں سکتیں۔ سائبان تان کر بھی کبھی آسمانی بارشوں کی راہ میں کوئی حائل ہوا ہے۔ ان کی چھتریاں بھی بیکار گئیں۔ احمدیت کے فضلوں کے نازل ہونے کی راہ میں اُنکے سائبان جو انہوں نے تانے وہ بھی سارے بیکار ثابت ہوئے۔ اگر کنکریٹ کی چھتیں یہ تعمیر کر سکتے ہیں تو ساری دنیا میں تعمیر کریں۔ مگر خُدا کی قسم آسمان سے نازل ہونے والا فضل چھتیں پھاڑ کر بھی آپ پر نازل ہوتا رہیگا۔ اور ہمیشہ نازل ہوتا رہیگا۔ اور ہمیشہ نازل ہوتا رہے گا۔ اور ہر کوشش کے بعد بڑھیگا۔ اور ہر ظلم کے بعد زیادہ ہوگا۔ اور ہر ایک روک آپکی ترقی کی رفتار کو تیز سے تیز تر کرتی چلے جائے گی۔ آپ دنیا کے فضلوں کے وارث بنانے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ خُدا کے فضلوں سے محروم کرنے والا کوئی پیدا نہیں ہوا۔

(خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ ۵/اپریل ۸۵ء)

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سبکو خلافت علیٰ منہاج نبوت کے اس عظیم ترین انعام الٰہی کی کماحقہ قدر کرنے اور اس سے متعلق جملہ تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ تا خُدا تعالیٰ کا وعدہ لئن شکر تم لازیدنکم جماعت احمدیہ کے حق میں تا قیامت پورا ہوتا رہے آمین اللّٰھم آمین۔

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

تزئین بہشتی مقبرہ قادیان

تزئین بہشتی مقبرہ کیلئے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری سے مشروط بآمد بجٹ رکھا ہوا ہے اس مد میں ادا ہونے والی رقوم سے بہشتی مقبرہ کے گیٹ۔ فوارہ اور شاہ نشین کے رنگ و روغن بہشتی مقبرہ کی زیبائش و آرائش کے تعلق سے مختلف پودے اور بہشتی مقبرہ کے وسیع احاطہ و قبور کی صفائی کروائی جاتی ہے۔ اس بجٹ سے بہشتی مقبرہ کی سڑکوں کو پختہ کئے جانے کا منصوبہ زیر غور ہے جس کیلئے کافی اخراجات کی ضرورت ہے۔

بہشتی مقبرہ قادیان کا قیام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہام الٰہی کے تحت اپنے دستِ مبارک سے فرمایا تھا۔ اس کی زیبائش و آرائش کا ہر طرح خیال رکھنا احباب جماعت کا فرض ہے۔ لہٰذا احباب کرام کی خدمت میں مد "تزئین بہشتی مقبرہ" میں زیادہ سے زیادہ رقوم ادا کرنے کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کار خیر میں حصہ لیکر ثواب کا مستحق بنائے آمین۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

احمدی حجاج کی بخیریت وطن واپسی

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال درج ذیل احباب و مستورات حج بیت اللہ اور شعائر اللہ کی زیارت سے فیضیاب ہو کر بخیریت واپس وطن پہنچ گئے ہیں۔ اس بابرکت سفر کے دوران قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کے احسانات شامل حال رہے جن کا جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے فالحمد للہ۔

مکرم محترم عبد السلام صاحب ٹاک سرینگر۔ شیخ فضل احمد صاحب سرینگر۔ عبد الوہاب صاحب میر آسنور۔ ولی محمد صاحب میر مع اہلیہ صاحبہ رشی نگر۔ محمد رمضان صاحب گنائی رشی نگر۔ مکرمہ محترمہ شمیمہ صاحبہ اہلیہ امیر اللہ خانصاحب چک ایمرچھ۔ مکرمہ محترمہ بشریٰ سلام صاحبہ سرینگر۔ مکرمہ تسنیم احمد صاحبہ سرینگر۔ مکرم محترم عبد العزیز میر صاحب مع اہلیہ صاحبہ رشی نگر۔ مکرم عبد السلام صاحب لون رشی نگر۔ محمد یوسف صاحب لون رشی نگر۔ خاکسار عبد الحمید ٹاک یاری پورہ۔ اللہ تعالیٰ سب کی عبادات اور دعاؤں کو قبول فرمائے۔ (عبد الحمید ٹاک۔ امیر جماعت احمدیہ کشمیر)

اعلان نکاح

مورخہ ۲/اپریل ۲۰۰۰ء بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ازراہ شفقت خاکسار کی بیٹی نادیہ صدف کا نکاح مبلغ دس ہزار جرمنی مارک حق مہر پر مکرم حفیظ عامر ابن محترم چوہدری حمید احمد صاحب آف فرینکفورٹ جرمنی کے ساتھ پڑھایا۔ رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (ملک محمد مقبول طاہر قادیان)

درخواستِ دُعا

خاکسار کی اہلیہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ ان کی کامل شفایابی اور پریشانیوں کے ازالہ کیلئے نیز بچوں کی دینی و دنیاوی ترقیات روشن مستقبل اور نیک مقاصد میں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(مرزا حسن احمد بیگ۔ حمایت نگر۔ حیدر آباد)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

ESTD:1898

MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS

NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT

BANGALORE - 560002 INDIA

☎: 6700558 FAX: 6705494

QUERESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.

Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)

Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992

Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road

Daryaganj New Delhi-110002

(INDIA)

داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ قادیان کا تعلیمی سال یکم اگست ۲۰۰۰ء کو شروع ہو رہا ہے۔ خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلہ کی شرائط

۱- درخواست دہندہ واقفِ زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔

۲- جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔

۳- کم از کم میٹرک پاس یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔

۴- قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔

۵- عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں چھوٹ دیئے جانے کے بارہ میں غور ہو سکے گا۔

۶- حفظ کلاس کیلئے عمر ۱۰-۱۲ سال سے زائد نہ ہو۔ قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

۷- امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کیلئے موزوں ہے۔

۸- درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت / صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹوگراف پاسپورٹ سائز ۱۵ جولائی ۲۰۰۰ء تک ارسال کریں۔

☆- تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا انٹرویو کیلئے آنے کی اطلاع بعد جائزہ دی جائے گی۔

☆- قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہونگے۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہونگے۔

☆- امیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے رضائی بستر وغیرہ لے کر آئیں۔

نصاب

تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا ہوگا۔

اردو: - ایک مضمون اور درخواست

انگلش: - مضمون - درخواست - اردو سے انگریزی - انگریزی سے اردو - گرامر

انٹرویو: - اسلامیات - جنرل نالج - انگلش ریڈنگ - اردو ریڈنگ - قرآن کریم ناظرہ

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

ولادت

● مورخہ 7 مئی 2000 کو خاکسار کے بیٹے عزیز فرید الدین احمد کارکن دفتر دعوۃ و تبلیغ قادیان کے ہاں اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور انور نے بچے کا نام صباح الدین تجویز فرمایا ہے۔ نو مولود مکرم محمد عبد القیوم صاحب جلال کوچہ حیدر آباد کا نواسہ ہے۔ احباب کرام دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نو مولود کو صحت و سلامتی کی لمبی زندگی دے۔ خاندان کیلئے قرۃ العین، نیک اور خادمِ دین بنائے۔ آمین۔

(محمد کریم الدین شاہد ایڈیشنل ناظم وقف جدید بیرون قادیان)

● خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی کے بعد پہلا بیٹا عطا کیا ہے۔ نو مولود وقفِ نو میں شامل ہے۔ حضور انور نے مغفور احمد نام تجویز فرمایا ہے۔ نو مولود مکرم مولوی عبد اللطیف صاحب ملکانہ مرحوم کا پوتا اور مکرم صدیق احمد امینی صاحب آف بمبئی کا نواسہ ہے۔ نو مولود کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر -/۵۰ روپے) محمود احمد ملکانہ قادیان)

● اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو ۲۰۰۰-۳-۲۴ کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ جو وقف نو تحریک میں شامل ہے حضور انور نے اس کا نام لئیقہ ارشاد تجویز فرمایا ہے۔ نو مولودہ مکرم سلیم احمد خان صاحب آف امیٹھا یوپی کی نواسی اور جسونت سنگھ صاحب آف میوہ میوانہ کی پوتی ہے۔ خاکسار کا پہلا بیٹا سر فراز احمد طاہر بھی وقفِ نو میں شامل ہے۔ ہر دو کی صحت و تندرستی خادم دین بننے کیلئے نیز خاکسار کے خاندان کے قبول احمدیت اور جملہ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (اعانت -/۵۰ (چوہدری ارشاد احمد خادم سلسلہ چٹیالہ اے پی)

● مکرم نصیر احمد صاحب یحییٰ قادیان کو اللہ تعالیٰ نے ۲۰۰۰-۴-۶ کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جو مکرم شیخ محمد ابراہیم صاحب کا پوتا اور مکرم مبارک احمد صاحب اسلم قادیان کا نواسہ ہے۔ نو مولود کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور صالح خادمِ دین بننے کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (اعانت بدر -/۵۰ روپے) مینیجر بدر)

● خاکسار کے ہاں 11.2.2000 کو پہلا بیٹا تولد ہوا ہے جس کا نام زید احمد نوید تجویز کیا گیا ہے جو مکرم نور محمد صاحب مسکرا کا پوتا اور مکرم محمد سعید صاحب صدیقی سیکرٹری مال جماعت کانپور کا نواسہ ہے نو مولود کی صحت و سلامتی والی لمبی عمر نیک صالح خادم دین بننے کیلئے دُعا کی درخواست ہے اعانت بدر پچاس روپے۔

(صالح محمد سیکرٹری مال جماعت مسکرا)

بقیہ صفحہ: (24)

اور ایمان اور سلامتی اور امن کے ساتھ طلوع فرما پھر چاند کو مخاطب ہو کر کہتے اے چاند تیرا اور میرا رب اللہ ہی ہے۔ فرمایا ایک حدیث میں ہر چڑھنے والے چاند کے متعلق بھی آنحضرتؐ کی یہ دعا درج ہے عرفہ کے دن اور روزہ افطار کرتے وقت اور لیلۃ القدر اور مکہ میں داخل ہونے کی دعاؤں کا تذکرہ کرنے کے بعد حضور نے فرمایا کہ دعاؤں کو اگر عجز سے مانگا جائے تو اس کی قبولیت کے نشان بھی لوگ ساتھ ساتھ دیکھ لیتے ہیں۔

فرمایا جب حضور ﷺ کے پاس پہلا پھل لایا جاتا تو آپ یہ دعا کرتے اے اللہ ہمارے لئے ہمارے شہر مدینہ میں برکت عطا فرما اور ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مد اور صاع (پیمانوں کے نام ہیں) میں برکت پر برکت عطا فرما پھر حضور یہ پھل حاضرین میں سے سب سے چھوٹے بچے کو دے دیتے تھے فرمایا یہ آنحضور کا چھوٹے بچوں سے پیار کا تعلق ہے۔ فرمایا جب ہوا چلتی تھی تو آنحضرتؐ ان کے شر سے بچنے کیلئے خدا تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے قربانی کا جانور ذبح کرتے ہوئے بھی حضور صلعم دعا کیا کرتے تھے۔

فرمایا جب آندھی آتی تو حضورؐ دعا کرتے اے اللہ میں اس ہوا کے خیر اور جو کچھ اس میں ہے اس کے خیر اور جس غرض کیلئے یہ بھیجی گئی ہے اس کے خیر کا طلبگار ہوں اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس کے شر اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کے شر اور جس غرض کیلئے بھیجی گئی ہے اس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

فرمایا پرانی اقوام کے حالات آنحضرتؐ کے پیش نظر رہتے تھے آپ ساری امت کی فکر رکھتے تھے اور مستقبل میں ایسی بارشوں سے پناہ مانگتے تھے جو تباہی یا عذاب کی بارشیں ہوں۔ آپ موسلا دھار اور فائدہ مند بارش کی دعا مانگتے تھے فرمایا جب حضور صلعم بادلوں کی گرج اور آسمانی بجلی کی آواز سنتے تو یہ دعا کرتے اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کرنا اور نہ اپنے عذاب سے ہلاک کرنا اس سے پہلے ہمیں معاف فرما دینا۔ فرمایا جہاں حضورؐ بارش طلب کرنے کی دعا کرتے تھے وہاں بعض دفعہ بارش روکنے کی بھی دعا کرتے تھے اس سلسلہ میں حضور انور نے ایک لمبی حدیث بھی تفصیل سے بیان فرمائی اس کے بعد حضور انور نے سید الاستغفار کے متعلق حدیث اور دعا بیان فرمائی آخر پر حضور انور نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس اس سلسلہ میں پیش کیا جس میں حضور علیہ السلام نے استغفار کی برکات بیان فرمائی ہیں۔

بقیہ صفحہ: (15)

ایک یادگار عہد

مضمون کے آخر پر اُس تاریخی عہد کا متن درج کرنا ضروری خیال کرتا ہوں جو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء کو جماعت احمدیہ کے ہر فرد سے جو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر موجود تھا نظام خلافت کی حفاظت اور استحکام کیلئے لیا تھا یہ عہد ایک صدی کیلئے نہیں دو صدیوں کیلئے نہیں بلکہ قیامت تک کیلئے ہے۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ اس عہد کو اپنے دل میں نقش کرلیں اور ہمیشہ خدا کے خلیفہ کی آواز پر والہانہ لبیک کہنا اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیں۔ وہ عہد یہ ہے۔

”ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دُنیا کے کناروں تک پہنچانے کیلئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فرض کی تکمیل کیلئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اُس کے رسول کیلئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دُنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت اور اُس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اُس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دُنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

(الفضل ۱۶ر فروری ۱۹۶۰ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت احمدیہ سے وابستہ رکھے اور اس سایہ رحمت کو تاقیامت ہمارے لئے ممتد فرمائے اور ہمیں پورے طور پر اس کی قدر دانی کرنے اور اس کی برکات سے متمتع ہونے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ صفحہ: (2)

اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نظام خلافت کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ پر بارش کی طرح برسنے والی نعمتوں و برکتوں کے نتیجہ میں ہی دشمنان احمدیت اب حسد کی آگ میں جل رہے ہیں۔

گفتگو کے آخر پر ہم بعض مسلم دانشوروں کی گواہیاں پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے خلافت احمدیہ کے نتیجہ میں جماعت کو ملنے والی عظیم فتوحات و برکات کا تذکرہ کیا الفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الاَعْدَاء۔

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی نے اپنے رسالہ ”ترجمان القرآن“ میں لکھا ہے۔

”میں اکثر اوقات اس پر غور کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کو اپنے مشن میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی مجھے مرزا صاحب کی کامیابیوں کا سلسلہ لامتناہی نظر آتا ہے اور جس وقت مرزا صاحب کے مخالفین کی نامرادیوں پر غور کرتا ہوں تو وہ بھی بیحد و حساب نظر آتی ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ ایک شخص خدا اور اس کے رسول کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے نائبین رسول کو چیلنج کرتا ہے کہ تم سب مل کر بھی میرے مشن کو فیل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ خدا کی تائید میرے شامل حال ہے تم جب بھی میرے مقابلہ پر آؤ گے ہر مرتبہ ذلیل و نامراد ہو گے اور یہی میرے نبی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں۔۔۔

دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آجاتے ہیں۔۔۔ ذرا سچے رسول کی ختم نبوت کی حفاظت کرنے والوں کی ناکامیاں اور تباہیاں سامنے لایئے کس قدر زور دار تحریک اُٹھی تھی اور کیسے ہمیشہ کیلئے ختم ہو کر رہ گئی۔“ (ترجمان القرآن اگست ۱۹۳۴ء صفحہ ۵۷۔۵۸)

ایک اور مخالف احمدیت کا اعتراف ملاحظہ فرمایئے اخبار المنبر لائلپور نے ۱۹۵۶ء کی ایک اشاعت میں لکھا تھا:۔

”ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ قادیانیت کا مقابلہ کیا۔ لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا اُن میں سے اکثر تقویٰ۔ تعلق باللہ۔ دیانت۔ خلوص علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی۔ مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی۔ مولانا عبد الجبار غزنوی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر کے بارہ میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور اُن کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہمسایہ ہوں۔۔۔ لیکن ہم اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کوششوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھے۔ تقسیم ملک کے بعد اس گروہ نے نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں اُن کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کے کام کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں۔۔۔ اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم ترین ہنگاموں کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۵۷۔۱۹۵۶ء کا بجٹ ۲۵ لاکھ کا ہو۔“

پس وقت ہے کہ نظام خلافت احمدیہ سے دور کھڑے مسلمان جو ایک طرف ظاہر پرستی کی دھوپ میں جل رہے ہیں تو دوسری طرف حسرت سے کھڑے جماعت کی ترقیات و فتوحات کو دیکھ کر سخت قسم کی حیرت و استعجاب و بے چینی کا شکار ہیں خلافت احمدیہ کے اس سایہ دار اور راحت بخش جھنڈے تلے امن حاصل کریں جس کے نیچے آج دنیا کے مغربی مشرقی ایشیائی ویورپی محبت پیار اور یکجہتی کی لڑی میں پروئے ہوئے اور حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں وباللہ التوفیق۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

(منیر احمد خادم)

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/- 200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

(0091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(0091) 01872-70105

Vol - 49 Thursday, 18/25 May 2000 Issue No: 20/21

آجکل شہروں میں یہ بہت بری بلا ہے کہ لوگ اپنے ہمسائے کو اپنے شر سے محفوظ نہیں رکھتے

آنحضرت ﷺ کی پر معرفت دعاؤں کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرمودہ مئی 2000 بمقام مسجد فضل لندن

قادیان 12 مئی (ایم ٹی اے) تشہد و تعوذ و سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے سورہ المؤمن کی آیت ۶۶ کی تلاوت فرمائی اور اس کا ترجمہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا سلسلہ اس خطبہ میں بھی جاری رہے گا۔ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی دعائیں مانگی ہیں اپنے لئے امت کیلئے دن رات صبح اٹھتے جاگتے سوتے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے فرمایا میں سمجھتا تھا کہ پچھلے خطبوں میں یہ مضمون ختم ہو جائے گا لیکن حضور کی دعائیں اس خطبہ میں بھی اسی طرح جاری رہیں گی۔ حضور نے قرضوں کی مصیبت سے بچنے کیلئے ایک جامع دعا بتائی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک غلام مکاتب آیا وہ اس بات سے عاجز آگیا تھا کہ اپنا بھی گذارا کرے اور مالک کو بھی دے سکے تو اس نے حضرت علیؓ سے عرض کیا تب آپ نے فرمایا میں ایسی دعا سکھاتا ہوں کہ اگر پہاڑ جتنا بھی قرض ہو گا تو اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا یہ دعا کرو اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَنْ مَنْ سِوَاكَ کہ اے اللہ مجھے اپنے حلال کردہ کو حرام کردہ پر کافی کر دے۔ اور اپنے فضل سے اپنے علاوہ سب دیگر وجودوں سے مستغنی کر دے۔ مجھے کسی کے سامنے نہ جھکنا پڑے صرف تیرے در پر جھکا رہوں۔ حضور نے ایک یہ دعا بیان فرمائی کہ اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے بھی اچھا بنا دے۔ فرمایا اس سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرتؐ بیحد خوبصورت انسان تھے حضور انور نے ایک یہ دعا بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ جو کچھ تو نے عطا فرمایا ہے اس کے ذریعہ مجھے فائدہ بہم پہنچا اور مجھے وہ کچھ سکھا جو نفع رساں ہو۔ اور میرے علم کو بڑھا ہر حال میں جس حال میں بھی تو رکھے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور میں اہل النار کے حال سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

اس کے بعد حضور نے استخارہ کی دعا اور اس کی تشریح بیان فرمائی بعدہ حضور انور نے برے ہمسایہ سے پناہ مانگنے کے متعلق حدیث بیان کرتے ہوئے اس سلسلہ میں دعا کا ذکر فرمایا۔ فرمایا اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ برے ہمسایہ کے شر سے بچا لیتا ہے فرمایا آج کل شہروں میں یہ بہت بری بلا ہے کہ لوگ اپنے ہمسائے کو اپنے شر سے محفوظ نہیں رکھتے۔ بلندی پر چڑھنے کے تعلق سے حضور نے یہ دعا بیان فرمائی کہ آنحضرت ﷺ جس کسی بلندی پر چڑھتے تو فرماتے اے اللہ تمام عزتوں کے مقابل پر تجھے ہی سب سے زیادہ بلندی اور شرف و عزت حاصل ہے ہر حال میں تو ہی تعریف کے قابل ہے فرمایا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو یہ دعا کرے کہ ہر حال میں تمام تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے اس پر اس کا بھائی یا ساتھی جو بھی پاس بیٹھا ہو وہ اس کے متعلق یہ کہے اللہ تم پر رحم فرمائے اور چھینکنے والا کہے اللہ تمہیں ہدایت دے۔ اور تمہارے حالات کو درست کر دے۔ فرمایا نماز میں ایسا کرنا درست نہیں ایک دوسرے کو سنا سنا کر ایسی دعائیں نہ دے کہ اپنی اور دوسروں کی نماز خراب ہو۔ فرمایا موقعہ محل کے مطابق دعا ہوا کرتی ہے دل سے بے اختیار اٹھنے والی دعا ہی کافی ہے۔

فرمایا جب آنحضرت ﷺ پہلی رات کا چاند دیکھتے تو دعا کرتے اے اللہ اسے ہم پر برکت

باقی صفحہ (23) کالم (1) پر ملاحظہ فرمائیں

The First ISLAMIC Satellite Channel

BROADCASTING ROUND THE CLOCK

AUDIO FREQUENCY	
URDU	6.50
ENGLISH	7.02
ARABIC	7.20
BENGALI	7.38
FRENCH	7.56
DUTCH	7.74
TURKISH	8.10

SATELLITE	INTELSAT 703 IS -703 AT 57* E
DECODER	C Band
POSITION	57* East
POLARITY	Left Hand Circular
DISH SIZE	Max. 8 Ft
VIDEO FREQUENCY	4177.5 Mhz
AUDIO FREQUENCY	6.50 Mhz
E Mail	mta @ bitinternet . com

☆...... اگر آپ خود یا اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔
☆...... اگر آپ موجودہ فحاشی سے بھرپور ٹی وی چینلز سے بچ کر اپنی اور اپنے بچوں کی اخلاقی و روحانی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیشہ

مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

ہی دیکھئے۔ اس میں نماز سکھانے۔ قرآن مجید سکھانے کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے درس القرآن۔ ترجمۃ القرآن و ہومیوپیتھی کلاس اور مجالس عرفان نشر ہوتی ہیں۔
علاوہ ازیں زبانیں سکھانے اور کمپیوٹر و سائنس سے متعلق دیگر معلومات سے بھرپور پروگراموں سے بھی آپ استفادہ کر سکتے ہیں۔
☆...... جماعت احمدیہ کا عربی رسالہ التقویٰ لنڈن۔ انٹرنیشنل الفضل لندن۔ جماعتی کتب اور دیگر معلومات Computer Internet پر دیکھ سکتے ہیں۔ جس کا نمبر اوپر دیا گیا ہے۔
☆...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات۔ ہومیوپیتھک کلاسز اور دیگر ضروری پروگرام کی ویڈیو کیسٹ حاصل کرنے کیلئے نیچے لکھے پتہ جات پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ: ایم ٹی اے کی جملہ نشریات کاپی رائٹ © قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے کسی بھی حصہ کی بلا اجازت اشاعت یا نشر خلاف قانون ہے۔

MTA QADIAN
NAZARAT NASHR-O-ISSHAAT
Ph: 01872-70749, Fax : 01872-70105,70438
E- Mail : markaz@jla.vsnl.net.in

MTA International
P.O . Box 12926, London SW 18 4ZN
Tel : 44-181 870 0922 Fax : 44 - 181 875 0249
Internet code : http://www.alislam.org/mta

Computrised Composing & Designing By
Krishan Ahmad, Misbahuddin,Ejaz Ahmad